ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد25 | جمعۃ المبارک 08/جون 2018ء | 23رمضان 1439 ہجری قمری ❁ 08/احسان 1397 ہجری شمسی | شمارہ23

لیلۃ القدر کی دعا

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر مجھے علم ہوجائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو مَیں اس میں کیا دعا کروں؟ فرمایا کہ تُو یہ دعا کر کہ: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ۔ اے اللہ تُو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ پس تُو مجھے بھی بخش دے اور معاف فرمادے۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اسلام پر منجملہ مصائب کے یہ بھی ایک مصیبت ہے کہ میرے جیسے آدمی کی تکذیب اور تکفیر نفس پرستی سے کی جارہی ہے۔

وَاُعۡطِیۡتُ رُعۡبًا عِنۡدَ صَمۡتِیۡ مِنَ السَّمَا وَقَوۡلِیۡ سِنَانٌ اَوۡ حُسَامٌ مُّشَهَّرُ

اور اپنی خاموشی کے وقت مجھے آسمان سے رعب عطا کیا گیا ہے اور میرا قول نیزہ یا شمشیر برہنہ ہے۔

فَهٰذَا هُوَ الۡاَمۡرُ الَّذِیۡ سَرَّ مَالِکِیۡ وَاَرۡسَلَنِیۡ صِدۡقًا وَّحَقًّا فَاُنۡذِرُ

پس یہ وہ امر ہے جس نے میرے مالک کو خوش کیا اور اس نے مجھے حق وصداقت دے کر بھیجا تاکہ میں انذار کروں۔

اِذَا کَذَّبَتۡنِیۡ زُمَرُ اَعۡدَاءِ مِلَّتِیۡ فَقُلۡتُ اخۡسَأُوۡا اِنَّ الۡخَفَایَا سَتَظۡهَرُ

جب میرے دین کے دشمنوں کے گروہوں نے میری تکذیب کی تو میں نے کہہ دیا ”دور ہوجاؤ“۔ پوشیدہ باتیں عنقریب ظاہر ہوجائیں گی۔

فَرِیۡقٌ مِّنَ الۡاَحۡرَارِ لَا یُنۡکِرُوۡنَنِیۡ وَحِزۡبٌ مِّنَ الۡاَشۡرَارِ اٰذَوۡا وَاَنۡکَرُوۡا

شریفوں کا گروہ میرا انکار نہیں کرتا اور اَشرار کے گروہ نے مجھے ایذا دی ہے اور میرا انکار کیا ہے۔

وَقَدۡ زَاحَمُوۡا فِیۡ کُلِّ اَمۡرٍ اَرَدۡتُّهٗ فَاَیَّدَنِیۡ رَبِّیۡ فَفَرُّوۡا وَاَدۡبَرُوۡا

اور انہوں نے ہر کام میں جس کا میں نے ارادہ کیا مزاحمت کی تو میرے رب نے میری تائید کی۔ سو وہ بھاگ گئے اور پیٹھ پھیر گئے۔

وَکَیۡفَ عَصَوۡا وَاللّٰهِ لَمۡ یُدۡرَ سِرُّهَا وَکَانَ سَنَا صِدۡقِیۡ مِنَ الشَّمۡسِ اَظۡهَرُ

اللہ کی قسم! اس کا بھید سمجھ نہیں آیا کہ انہوں نے کیسے نافرمانی کی حالانکہ میری سچائی کی روشنی سورج سے بھی زیادہ واضح تھی۔

لَزِمۡتُ اصۡطِبَارًا عِنۡدَ جَوۡرِ لِئَامِهِمۡ وَکَانَ الۡاَقَارِبُ کَالۡعَقَارِبِ تَأۡبُرُ

ان میں سے کمینوں کے ظلم کے وقت میں نے صبر اختیار کرلیا اور میرے قریبی رشتہ دار بھی بچھوؤں کی طرح ڈنگ مار رہے تھے۔

وَهٰذَا عَلَی الۡاِسۡلَامِ اِحۡدَی الۡمَصَائِبِ یُکَذَّبُ مِثۡلِیۡ بِالۡهَوٰی وَیُکَفَّرُ

اور اسلام پر منجملہ مصائب کے یہ بھی ایک مصیبت ہے کہ میرے جیسے آدمی کی تکذیب اور تکفیر نفس پرستی سے کی جارہی ہے۔

فَاَقۡسَمۡتُ بِاللّٰهِ الَّذِیۡ جَلَّ شَانُهٗ عَلٰی اَنَّهٗ یُخۡزِی الۡعِدَا وَاُعَزَّرُ

اور میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے جس کی شان بلند ہے اس بات پر کہ وہ دشمنوں کو رُسوا کرے گا اور مجھے عظمت دی جائے گی۔

وَلِلۡغَیِّ اٰثَارٌ وَّلِلرُّشۡدِ مِثۡلُهَا فَقُوۡمُوۡا لِتَفۡتِیۡشِ الۡعَلَامَاتِ وَانۡظُرُوۡا

اور گمراہی کی کچھ علامات ہیں اور ہدایت کی بھی اسی کی طرح کچھ علامات ہیں۔ سو تم علامات کی تلاش کے لئے اٹھو اور غور کرو۔

تَظُنُّوۡنَ اَنِّیۡ قَدۡ تَقَوَّلۡتُ عَامِدًا بِمَکۡرٍ وَبَعۡضُ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّمُنۡکَرُ

تم یہ گمان کررہے ہو کہ میں نے مکر سے عمداً جھوٹا قول باندھ لیا ہے حالانکہ بعض گمان گناہ اور مکروہ ہوتے ہیں۔

وَکَیۡفَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَبۡدٰی بَرَائَتِیۡ وَجَاءَ بِاٰیَاتٍ تَلُوۡحُ وَتَظۡهَرُ

اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ خدا نے میری براءت ظاہر کردی ہے اور وہ ایسے نشان لے آیا ہے جو نمایاں اور ظاہر ہورہے ہیں۔

وَیَأۡتِیۡکَ وَعۡدُ اللّٰهِ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرٰی فَتَعۡرِفُهٗ عَیۡنٌ تُحَدُّ وَتُبۡصِرُ

اور تیرے پاس خدا کا وعدہ اس طرح آجائے گا کہ تُو دیکھ نہیں رہا ہوگا۔ سو اس کو وہی آنکھ پہچانے گی جو تیز ہوتی ہے اور خوب دیکھتی ہے۔

وَلَیۡسَ لِعَضۡبِ الۡحَقِّ فِی الدَّهۡرِ کَاسِرًا وَمَنۡ قَامَ لِلتَّکۡسِیۡرِ بُخۡلًا فَیُکۡسَرُ

اور حق کی تلوار کو زمانے میں کوئی توڑنے والا نہیں اور جو بخل سے توڑنے کے لئے کھڑا ہوگا وہ خود توڑ دیا جائے گا۔

وَمَنۡ ذَا یُعَادِیۡنِیۡ وَرَبِّیۡ یُحِبُّنِیۡ وَمَنۡ ذَا یُرَادِیۡنِیۡ اِذِ اللّٰهُ یَنۡصُرُ

اور کون ہے جو مجھ سے دشمنی کرے جب کہ میرا رب مجھ سے محبت کررہا ہے۔ اور کون مجھے ہلاک کرسکتا ہے جب کہ اللہ مجھے مدد دے رہا ہے۔

وَیَعۡلَمُ رَبِّیۡ سِرَّ قَلۡبِیۡ وَسِرَّهُمۡ وَکُلُّ خَفِیٍّ عِنۡدَهٗ مُتَحَضِّرُ

اور میرا رب میرے دل کے بھید اور ان کے بھید کو جانتا ہے اور ہر پوشیدہ چیز اس کے پاس حاضر ہے۔

وَلَوۡ کُنۡتُ مَرۡدُوۡدَ الۡمَلِیۡکِ لَضَرَّنِیۡ عَدَاوَةُ قَوۡمٍ کَذَّبُوۡنِیۡ وَحَقَّرُوۡا

اور اگر مَیں خدا کی طرف سے جو میرا مالک ہے مردود ہوتا تو تکذیب کرنے والی اور حقیر قرار دینے والی قوم کی عداوت مجھے ضرور نقصان پہنچاتی۔

وَلٰکِنَّنِیۡ صَافَیۡتُ رَبِّیۡ فَجَاءَنِیۡ مِنَ اللّٰهِ اٰیَاتٌ کَمَا اَنۡتَ تَنۡظُرُ

لیکن میں نے اپنے رب سے خالص دوستی کی تو اللہ کی طرف سے نشانات، جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے، میرے پاس آگئے۔

......(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 184 تا 186۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

محترمہ صاحبزادی امۃ الحئی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب (آف سٹن۔ یُوکے) کی وفات۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں مرحومہ کا ذکرخیر اور نماز جنازہ حاضر

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 10 مئی 2018ء بروز جمعرات 10 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر محترمہ صاحبزادی امۃ الحئی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب (سٹن۔ یوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

محترمہ صاحبزادی امۃ الحئی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب (سٹن۔ یوکے)

آپ 6 مئی 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل الفاظ میں ذکرخیر فرمایا:

آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اُمّ ناصر صاحبہؓ کی پوتی اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی نواسی تھیں۔ اسی طرح آپ حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی بیٹی اور ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (فضل عمر ہسپتال ربوہ) کی بہن تھیں۔ آپ ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب یُوکے کی اہلیہ تھیں۔ آپ بے شمار خوبیوں کی مالک، خوش اخلاق، دعا گو، تہجد گزار، نہایت مہمان نواز، ہر دل عزیز، رشتہ داروں کی محبوب، اور غرباء کی ہمدرد وجود تھیں۔ کئی غریبوں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ مجھے بے شمار لوگوں کے خطوط ان کے خوبصورت کردار کے بارے میں آرہے ہیں۔ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے لندن ہجرت پر اُن کی خدمت کی انہیں بڑی توفیق ملی۔ اُس وقت یُوکے میں یہ اکیلی خاندان کی فرد تھیں۔ اور ایسے وقت میں ان کے پاس آکر خاندان سے دوری کی کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ خصوصاً حضور رحمہ اللہ کی بیگم صاحبہ کی وطن سے دوری کی اس کمی کو اپنی بے تکلفانہ طبیعت کی وجہ سے دور کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ متعدد بار اپنا زیور مختلف مدّات میں پیش کیا۔ آپ 30 سال تک ریجنل صدر لجنہ رہیں اور دس سال سے زیادہ عرصہ جلسہ سالانہ کے مواقع پر مہمان نوازی کی ڈیوٹی دینے کی سعادت پائی۔ آپ گزشتہ چار پانچ سال سے جلسہ سالانہ میں نظم و ضبط کے شعبہ میں نگران تھیں۔ ہر ڈیوٹی کو ایک فرض سمجھ کر پوری محنت اور لگن سے بجالاتی رہیں۔ خلافت سے گہرا عشق اور اس کا بے حد احترام تھا۔ بیماری کے آخری دنوں میں بھی بڑی ہمت کر کے مجھے ملنے آتی رہیں۔ آخری مرتبہ وفات سے چند ہفتے قبل آئیں تو چلا بھی مشکل سے جا رہا تھا۔ میرے پوچھنے پر کہ اتنی تکلیف کر کے آئی ہیں، مسکراتے ہوئے ہنس کر کہا کہ نہیں الحمدللہ ٹھیک ہوں بلکہ بیماری کے آخری دنوں میں ان کی بیٹی مجھے ملنے آرہی تھیں تو اسے کہنے لگیں میں نے بھی جانا ہے مجھے بھی ملاقات کے لئے لے کر جاؤ۔ لیکن اس وقت ایسی حالت نہیں تھی۔ لیکن ملاقات کی شدید خواہش تھی۔ ہر حال میں خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی تھیں۔ دعا اور صدقات پر ہمیشہ زور دیتی رہیں۔ نماز کے قیام کا یہ عالم تھا کہ ان کے خاوند نے بتایا کہ بیماری میں بھی بار بار یہی پوچھتی رہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا؟ میرے سر پر دوپٹہ ڈال دیں۔ آخری بیماری میں جو تقریباً ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ میں پھیلی ہوئی تھی بعض اوقات شدید تکلیف کے باوجود خدا کی رضا پر ہمیشہ راضی رہنے کا اظہار کرتی رہیں۔ بیماری میں بھی اپنے آپ کو گھر میں مصروف رکھنے کی کوشش کرتی تھیں تا کہ بیماری کا زیادہ احساس نہ ہو۔ موصیہ تھیں، 1/9 کی وصیت تھی اور اپنی زندگی میں ہی حصۂ جائیداد کی ادائیگی مکمل کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا۔

پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے اور گیارہ پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچوں کی بھی اچھے رنگ میں تربیت کی۔ تمام بچے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ دونوں بیٹیاں واقفین زندگی سے بیاہی ہیں۔ بیٹیوں کو نصیحت کی کہ سسرال کی عزت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچے اچھے خاوند اور داماد اور اچھی بیویاں اور بہوئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی ہمیشہ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے خاوند اور بچوں کو صبر وسکون عطا فرمائے۔ آمین

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 نومبر 2016ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ یہ دونوں نکاح مربیان سلسلہ کے ہیں۔ ایک جامعہ یُوکے سے فارغ ہوئے ہیں، دوسرے جامعہ احمدیہ جرمنی سے۔

مربیان سے نکاح کرنے والی لڑکیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے بھی وہی کام اور فرائض ہیں جو مربی کے ہیں اس لئے ہر مربی کی بیوی کو اپنے اخلاق میں ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ اپنے لباس میں، اپنے رکھ رکھاؤ میں، اپنے پردہ میں ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ جہاں بھی مربی کی پوسٹنگ ہو وہاں لجنہ کی تربیت کرنے کے لئے، لڑکیوں اور عورتوں کے سامنے نمونہ دکھانے کے لئے اس کی بیوی موجود ہو۔ پس اس بات کو ہمیشہ ہر مربی کی بیوی کو یاد رکھنا چاہئے۔ اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ ایک لڑکی واقف زندگی کے ساتھ جب نکاح اور شادی کی حامی بھرتی ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ پھر اس کو اپنی دنیاوی ضروریات اور دنیاوی خواہشات سے زیادہ دین کو اہمیت دینی ہو گی۔ کبھی مطالبات نہیں ہونے چاہئیں۔ جو الاؤنس جماعت کی طرف سے ملتا ہے اس میں گزارا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی طرح مربی کو بھی ہمیشہ جب وہ باہر تلقین کرتا ہے یا تربیت کے لئے جاتا ہے، اس کے فرائض میں داخل ہے کہ تربیت اور تبلیغ کرے تو گھر میں بھی اپنے اعلیٰ اخلاق کے اور حسن سلوک کے یہی اعلیٰ نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ گھروں میں محبت اور پیار کی فضا قائم ہو گی تو باہر بھی اس کا نیک اثر ہو گا۔ اور یہی نمونہ اگر گھروں میں بھی ہو گا تو اللہ تعالیٰ پھر مربی کے الفاظ میں برکت بھی ڈالتا ہے جب وہ دوسروں کی تربیت کر رہا ہو۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ دونوں میاں بیوی کو یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے دین کی خاطر قربانی کا جو عہد کیا ہے اور دین کی خاطر جو اپنی خدمات کو پیش کیا ہے۔ جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اس کو احسن رنگ میں نبھانے کی ہر وقت کوشش کرنی ہے۔ تقویٰ پر قائم رہنا ہے۔ ان آیات میں جو تلاوت کی گئیں، بار بار تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔ تقویٰ پر قائم رہنا ہے۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا ہے۔ قول سدید پر چلنا ہے۔ سچائی کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہے۔ اعتماد کی فضا گھروں میں قائم کرنی ہے۔ بچوں کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کرنی ہے۔ اور اس دنیا کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کو دیکھتے ہوئے آئندہ دنیا کی بھی فکر کرنی ہے، اس دنیا میں بھی اپنے لئے بھی اور اپنے بچوں کی تربیت کے لئے بھی۔ پس اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔

اب ان چند الفاظ کے بعد مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا نکاح عزیزہ عافیہ ظفر واقفۂ نو کا ہے جو محمد ظفر اللہ صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم شرجیل احمد مربی سلسلہ کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ عائشہ فیاض ملہی کا ہے، جو فیاض احمد ملہی صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم چوہدری بلال اکبر مربی سلسلہ کے ساتھ تین ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو اس وقت فرانس میں رہتے ہیں۔ چوہدری مقصود الرحمٰن صاحب کے بیٹے ہیں۔ بلال اکبر یہاں آ نہیں سکے۔ ان کے والد ان کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:

رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کر لیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

محترمہ صاحبزادی امۃ الحئی صاحبہ کے جنازہ حاضر کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

نماز جنازہ غائب

1۔ مکرمہ منظور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع باجوہ صاحب (لاہور)

27/اکتوبر 2017ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ساری زندگی خلافت احمدیہ سے دلی طور پر وابستہ رہیں اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہیں۔ بہت مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ متعدد خاندانوں اور طلباء کی کفیل تھیں۔

2۔ مکرم فضل احمد افضل صاحب ابن چوہدری علی احمد صاحب (طاہر آباد شرقی ربوہ)

5 جنوری 2018ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، نہایت شفیق، ملنسار، غریبوں کے ہمدرد، جماعت سے والہانہ محبت رکھنے والے باوفا انسان تھے۔ آپ کو چک 61 بیدیانوالہ ضلع فیصل آباد میں بطور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق ملی۔

3۔ مکرم محمد سلیم جگر قریشی صاحب (حال فیکٹری ایریا حلقہ احمد ربوہ)

7 دسمبر 2017ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق آزاد کشمیر سے تھا۔ 2003ء میں ربوہ شفٹ ہو گئے تھے۔ پاک فوج میں ملازم رہے۔ نہایت دلیر داعی الی اللہ تھے۔ گھر میں بھی اپنے بچوں کے ساتھ باجماعت نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت و پیار کا تعلق تھا۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

4۔ مکرمہ صاحبزادی یسریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ عبد الرب صاحب (دارالعلوم غربی حلقہ لطیف ربوہ)

17/جنوری 2018ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کے خاندان سے تھا۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، بہت دعا گو، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ 2012ء میں سرائے نورنگ سے ہجرت کر کے ربوہ شفٹ ہو گئی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

5۔ مکرم طاہر احمد صاحب (بھوئیوال ضلع شیخوپورہ)

8 فروری 2018ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے مقامی طور پر قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور زعیم انصار اللہ کے علاوہ صدر جماعت اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نرم دل، شریف النفس، غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے محبت کا تعلق تھا۔ نڈر داعی الی اللہ تھے۔ لازمی چندہ جات کے علاوہ دیگر مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

6۔ مکرمہ شازیہ ناصر صاحبہ بنت مکرم نصیر احمد باجوہ صاحب (عزیز آباد کراچی)

2 جنوری 2018ء کو 43 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کراچی میں اپنے حلقہ میں لجنہ کی آفس سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت ملنسار، خوش اخلاق، ہنس مکھ، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔

7۔ مکرمہ امۃ المجیب کوثر صاحبہ بنت مکرم میاں عبد السلام صاحب (مردان)

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

روزوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہونی چاہئیں

(ازافاضات حضرت مرزا ناصر احمد۔ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 31 ردسمبر 1965ء بمقام مسجد مبارک ربوہ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میں ماہ رمضان کی عبادات فرائض اور نوافل کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔

(البقرہ:188)

اس آیہ کریمہ میں روزہ کے متعلق ایک بڑے حسین پیرایہ میں ہمیں یہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صوم (روزہ) کسے کہتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔

عرب کے دستور کے مطابق اور ان کے خیال کی رو سے روزے کے دنوں میں ایسا فعل رات کو بھی جائز نہیں خیال کیا جاتا تھا فرمایا وہ تمہارے لئے ایک قسم کا لباس ہیں۔ یعنی تقویٰ کا ایک پیرہن تم ان کے ذریعہ حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی ان کے لئے تقویٰ کا پیرہن ہو۔ گویا تم ایک دوسرے کے لئے تقویٰ اللہ کے بعض تقاضوں کے پورا کرنے کا ذریعہ بنتے ہو۔

اس کے بعد فرمایا عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ (الایہ) کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے یہ حق تلفی کرنے کے معنی نئے ہیں۔ کیونکہ پہلی بار غالباً حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں یہ معنی بیان فرمائے ہیں۔ ورنہ پہلے مفسر اس کا کچھ اور ہی ترجمہ و تفسیر کیا کرتے تھے۔

تو فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے اور جہاں تک تسکین نفس کی تمہیں اجازت دی گئی ہے۔ تم اس سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنے فضل سے اپنا یہ حکم تمہارے لئے کھول کر بیان کر دیا۔ اور عَفَا عَنكُمْ اس طرح تمہاری حالت کی اصلاح کر دی اور تمہاری عزت کے سامان کر دیئے۔

یہاں خدا تعالیٰ نے ایک بنیادی اصول کی طرف بھی متوجہ کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں کی تعیین اگر بندہ اپنے طور پر کرنے لگے۔ تو وہ اپنے حقوق بھی تلف کر جاتا ہے اور دوسروں کے حقوق کا تو کہنا ہی کیا۔ اس لئے دین کے معاملہ میں یہ ضروری تھا کہ قرب کی راہوں اور شریعت کے اصول کی تعیین آسمان سے وحی الٰہی کے ذریعہ کی جائے۔ ورنہ انسان غلطیاں کرے گا۔ اور اپنے بھی اور دوسروں کے حقوق بھی تلف کر دے گا۔

تو فرمایا فَالْئٰنَ بَاشِرُوهُنَّ اسی لئے ہم نے تمہارے حقوق کی حفاظت کے لئے اس شریعت کو نازل کیا ہے اور تمہارے فائدے کے لئے ہی سب احکام اُتارے گئے ہیں۔ پس اب تم بلاخوف لَوْمَةَ لَائِمٍ اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے۔ اس کی جستجو کرو۔

وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ کے دو اور معنی بھی ہیں۔ اوّل بغی کے معنی طلب کرنے کے ہوتے ہیں اور کتاب ان فرائض کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو وحی کے ذریعہ بطور شریعت انسان کو دیا جاتا ہے۔

فرمایا کہ تم روزے اس نیت سے رکھو۔ یا یہ کہ ہم نے روزوں کو تم پر اس لئے فرض کیا ہے کہ تا تم یہ سبق سیکھو کہ کتاب اللہ (یعنی آسمانی شریعت) کو اور اس کے تمام احکام کو اپنا مطلوب بنانا ہے۔ گویا وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض تمہارے لئے مقرر کئے ہیں۔ ان کو اپنا مطلوب اور مقصود بناؤ۔ (اس کی قدرے زیادہ تفصیل میں آئندہ جا کر بیان کروں گا۔ جہاں روزہ کی حکمت بیان کی جائے گی)۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے کے دو حصے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان اس بنیادی اصل کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا۔ کہ ہم نے روزے کو اس لئے فرض کیا ہے تا تم یہ سمجھ لو اور خوب پہچان لو کہ تمہاری ترقیات کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم سب فرائض کو اپنی زندگی کا مقصود اور مطلوب ٹھہراؤ۔ ابتغاء کا ایک اور مفہوم بھی چسپاں ہو سکتا ہے۔ وہ مفہوم ہے تجاوز کر جانا۔

یہ تجاوز کبھی بُرا ہوتا ہے کبھی اچھا یہ دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے تو یہاں فرمایا وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ کہ اگر تم مقامِ محمود کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو فرائض تک ہی نہ ٹھہر جانا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھنا اور نوافل کے ذریعہ مقامِ محمود کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اسی لئے رمضان کے روزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بہت سے نوافل جیسا کہ میں بعد میں بتاؤں گا بیان فرما دیئے ہیں۔

تو وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ تم فرائض کے علاوہ نوافل کی طرف بھی متوجہ رہنا۔ اس کے بغیر تمہیں مقامِ محمود حاصل نہیں ہو سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

ماہ رمضان کے ساتھ جو فرض تعلق رکھتا ہے وہ ہے روزہ رکھنا۔ اب یہاں ہمیں یہ بتایا کہ روزہ صبح سے لے کر شام تک رکھنا ہوگا اور اس روزے کے وقت میں جہاں کھانے پینے سے رُکنا ہوگا وہاں جنسی تعلقات سے بھی احتراز ضروری ہوگا۔

ہر مومن بالغ اور عاقل کے لئے ضروری ہے کہ وہ روزہ رکھے اگر وہ بغیر جائز عذر شرعی روزہ نہیں رکھے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک گنہگار ٹھہرے گا۔

یہاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سحری کے کھانے کو آخری وقت میں زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اور افطاری کو پہلے وقت میں۔ زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُورِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ اٰيَةً

(بخاری بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُوْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ)

رمضان کے مہینے میں ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سحری کا کھانا کھایا۔ اس کے بعد آپ نماز فجر کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ سحری کے کھانے اور نماز صبح کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا بس اتنا ہی جس میں قرآن کریم کی پچاس آیات پڑھی جا سکتی ہوں (یہ بھی ایک بڑا پیارا طریق بیان ہے کہ وقت کو منٹوں کی بجائے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ یہ بات بتاتی ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم کا کتنا عشق تھا)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت بلال محتاط قسم کے آدمی ہیں ابھی پو نہیں پھوٹتی کہ اذان دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لئے جب بلال اذان دے رہا ہو تو کھانا پینا نہ چھوڑا کرو اور انتظار کیا کرو کہ حضرت ابن اُمّ مکتوم (جو ایک نابینا صحابی تھے) اذان دیں وہ اسی وقت اذان دیتے تھے جب انہیں چاروں طرف سے آوازیں آتیں کہ فجر ہو گئی ہے۔ اذان دو۔ ان کی اذان کی آواز جب کان میں پڑے تو پھر سحری چھوڑ دو۔

کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ ان دونوں اذانوں میں کتنا فرق تھا اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اتنا ہی فرق تھا کہ بلال اذان بند کرتے اور ابن اُمّ مکتوم اذان شروع کرتے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سحری کا کھانا بالکل آخری وقت میں آنحضرت ﷺ کو پسند تھا۔

افطاری کے متعلق آپ کا یہ ارشاد ہے کہ بالکل پہلے وقت میں کر لینی چاہئے۔ چنانچہ بخاری شریف میں روایت ہے۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ (بخاری بَابُ تَعْجِيْلِ الْاِفْطَارِ)

کہ میری اُمت کے لوگ بھلائی کو اس وقت تک حاصل کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ افطاری پہلے وقت میں کیا کریں گے۔

اس کے ایک لطیف معنی شارحین حدیث نے یہ کئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ جب تک لوگ میری سنت پر عمل کرتے رہیں گے ان کا بھلا ہوگا۔ میں پہلے وقت میں افطاری کرتا ہوں اور جب تک میری امت میری سنت کی تابع رہے گی اور میری سنت پر عمل کرے گی اس وقت اللہ تعالیٰ کی بڑی برکتیں بھی اسے حاصل ہوتی رہیں گی۔

پس اوّل وقت میں افطاری اور آخری وقت میں سحری کھانا بڑی برکت کا موجب ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے تا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی برکات سے نوازتا چلا جائے۔

پھر روزے کی عبادت کے متعلق جب ہم مزید غور سے کام لیتے ہیں تو ہمیں ایک اور لطیف بات معلوم ہوتی ہے۔ اس عبادت میں ہمیں کھانے پینے سے روکا گیا ہے اور کھانے پینے پر ایک فرد کی بقاء کا انحصار ہے کیونکہ کوئی شخص کھائے پیئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

پھر ہمیں جنسی تعلقات سے بھی روکا گیا ہے اور جنسی تعلقات پر نسل کی بقاء کا انحصار ہے۔ اس کے بغیر نسل انسانی جاری نہیں رہ سکتی۔ اگر دنیا کے سارے لوگ وہ کیفیت اپنے پر وارد کر لیں جو روزہ کے وقت ایک روزہ دار کی ہوتی ہے تو یقیناً یہ دنیا اسی نسل میں ختم ہو جائے۔

تو بنیادی چیز جس کا اقرار اللہ تعالیٰ نے روزہ کے ذریعہ ہم سے لیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی اور اپنی نسل کی زندگی۔ اے خدا! تیرے حوالے کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ان چیزوں سے بھی روکا گیا ہے جن پر ہماری زندگی کی بقاء کا انحصار ہے اور اس چیز سے بھی روکا گیا ہے جس پر ہماری نسل کی بقاء کا انحصار ہے گویا ہم سے خدا تعالیٰ یہ اقرار کرواتا ہے کہ ہمارا سب کچھ تیرا ہو گیا۔ تو اگر کہے تو ہم بھوکے پیاسے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور تو اگر چاہے اور تیری رضا اسی میں ہو تو ہماری نسلیں بھی تجھ پر قربان۔

پس یہ ایک بنیادی منشاء ہے جس کے گرد قرآن کریم اور اسلامی شریعت کے تمام احکام چکر لگاتے ہیں اسی وجہ سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ باقی عبادتوں کا تو اپنا اپنا ثواب ہے۔ لیکن روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں خود روزے دار کی جزاء ہوں۔ اس میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

غرض ماہ رمضان کے روزے جو ہم پر فرض کئے گئے ہیں ان کے ذریعہ دراصل ہم سے عملاً یہ اقرار لیا جاتا ہے کہ ہماری زندگی بھی تیری راہ میں قربان اور ہماری نسل بھی تیری راہ میں قربان۔ اور اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جس شخص نے روزہ کی اس روح کو نہیں پایا اسے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ تمہیں بھوکا پیاسا نہیں رکھنا چاہتا۔ نہ اسے اس سے کوئی فائدہ ہے اور نہ کوئی غرض۔

پس اس روزے کے پیچھے جو روح ہے اسے پیدا کرو۔ آپؐ نے فرمایا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

(بخاری بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ)

کہ جو شخص کذب (جھوٹ) کو نہیں چھوڑتا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ زُوْر کے ایک معنی ”حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف مائل ہو جانا“ کے بھی ہیں۔

تو اس حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ جو شخص جھوٹ کو نہیں چھوڑتا۔ اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف میلان رکھتا ہے۔ اور شریعت حقہ کے تقاضوں کی بجائے باطل کے شیطانی تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے تو اسے روزہ رکھنے سے کیا فائدہ؟ خدا کو تو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ دراصل ترک طعام اور ترک شہوت کے پیچھے جو روح ہے اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ایک مومن کا فرض ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ

(بخاری کتاب الصوم باب ھَلْ یَقُوْلُ اِنِّیْ صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ)

(یہ چھوٹا سا ٹکڑا ہے ایک لمبی حدیث کا) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو تمہارے لئے ڈھال بنایا ہے اور تمہاری نجات کا راز اور تمہاری نسلوں کی بقاء کا سر اس بات میں ہے کہ تم اپنی زندگیوں کو اور اپنی نسلوں کی تربیت کو اپنے مولا کی مرضی کے تابع بناؤ۔ (فَلَا یَرْفُثْ) اور اپنے منہ سے جاہلیت کی زبان باہر نکال پھینکو۔ اور اپنے جوارح کو زمانۂ جاہلیت کی بداعمالیوں سے پاک کرو۔ (وَلَا یَجْھَلْ) اور آنے والی نسلوں کیلئے نیک نمونہ قائم کرو۔ اگر تم روزے کو اپنے لئے ڈھال نہیں بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے کبھی بچ نہیں سکو گے۔

پس محض روزہ رکھنا کافی نہیں بلکہ اتنی دعاؤں کے ساتھ، اتنی نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اور اتنی بےنفسی اور فنا کی حالت میں روزہ رکھنا چاہئے کہ ہمارا روزہ اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت حاصل کر لے۔ اگر ہمارا روزہ خدا کے حضور قبولیت حاصل نہ کرے تو پھر یہ درحقیقت وہ روزہ نہیں جس کا حکم خدا تعالیٰ نے دیا تھا بلکہ محض بھوک اور پیاس برداشت کرنا ہے۔

پس روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی گردن اور اپنی نسل کی گردن خدا کی آخری اور کامل شریعت قرآن کریم کے جوئے کے نیچے رکھ دے۔ اسی لئے نفلی عبادت جو رمضان سے خاص طور پر تعلق رکھتی ہے۔ وہ تلاوت قرآن کریم کی کثرت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فعل اس پر شاہد ہے کہ اس ماہ میں قرآن کریم کو کثرت سے پڑھنا چاہئے حضرت جبرائیل رمضان کے مہینے میں ہر رات زمین پر نزول فرماتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر قرآن کریم کا دور کرتے اور ہر رمضان میں ایسا ہوتا رہا۔ تا اُمت مسلمہ جان لے کہ رمضان شریف میں قرآن کریم بکثرت پڑھنا چاہئے۔ پھر چونکہ روزے کی حکمت اور اصل غرض یہ ہے کہ انسان کو یہ تعلیم دی جائے کہ وہ اپنی گردن خدا کی مرضی کے جوئے تلے رکھ دے اور خدا کی مرضی کا علم ہمیں قرآن کریم کے سوا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن کو پڑھا جائے اور پڑھنے سے مراد صرف الفاظ ہی کی تلاوت نہیں بلکہ جسے خدا توفیق بخشے اور علم و فراست عطا فرمائے اس کا فرض ہے کہ وہ اس کے مطالب پر غور کرے اور وہ پڑھے تو اس نیت سے پڑھے کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر نیت یہ ہو کہ محض الفاظ کو دہرا دینا ہے عمل ضروری نہیں تو ایسا شخص قرآن کریم سے کوئی برکت حاصل نہیں کر سکتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں میں بعض کمزوریاں دیکھیں تو فرمایا کہ قرآن کریم تو اس لئے نازل ہوا تھا کہ اس پر عمل کیا جائے مگر بعض لوگوں نے اس کی تلاوت کو ہی سارا عمل سمجھ لیا ہے یعنی سمجھتے ہیں کہ صرف یہ کافی ہے کہ قرآن کریم کو پڑھ لیا جائے اور یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ جو احکام قرآن کریم نے ہمیں بطور اوامر یا نواہی دیئے ہیں ان پر عمل بھی کیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کی طرف یہ حدیث بھی منسوب ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا: اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ کہ ”میری اُمت کی سب سے بڑی فضیلت رکھنے والی عبادت تلاوت قرآن ہے“۔

مذکورہ حدیث کے یہی معنی ہیں کہ قرآن کریم کو پڑھا جائے پھر اس کو سمجھا جائے اور پھر سمجھ، طاقت اور استعداد کے مطابق اس پر عمل بھی کیا جائے۔

بہرحال یہ ایک نفلی عبادت ہے جس کا رمضان کے ساتھ خاص تعلق ہے۔

ایک اور نفلی عبادت جس کا رمضان سے تعلق ہے وہ رمضان میں رات کو اٹھنا اور نماز تہجد ادا کرنا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

(بخاری کتاب الصوم باب فضل مَن قام رمضان)

کہ جو شخص بھی رمضان کی راتوں میں اُٹھتا اور نوافل ادا کرتا ہے۔ اور اپنے ربّ کے حضور عاجزی کے ساتھ جھکتا اور اخلاص اور تضرع کے ساتھ اس سے یہ دعا مانگتا ہے کہ وہ خدائے غفور و رحیم اس کی خطاؤں کو معاف کرے اور روحانی ترقیات کے دروازے اس پر کھول دے تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس کے سارے پچھلے گناہ جو اس نے اس وقت تک کئے ہوں معاف کر دیئے جائیں گے۔

یہاں میں مختصراً آنحضرت ﷺ کی نماز تہجد کے متعلق کچھ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو ان تفاصیل کا علم نہیں رکھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً باقاعدگی کے ساتھ گیارہ رکعت بمع وتر پڑھا کرتے تھے پھر احادیث میں اختلاف ہے۔ بعض میں ہے کہ آپؐ دو دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور آخر میں ایک رکعت پڑھ لیتے۔

لیکن بعض روایات میں ہے کہ چار چار رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے۔ پھر تین رکعتیں پڑھ لیتے (وتر کی) اور بعض روایات میں گیارہ سے کم رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی ہے۔ تو میں ”عام طور پر گیارہ رکعتیں“ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض روایات میں جو اختلاف ہے وہ وقت کے تقاضوں کی وجہ سے ہو سکتا ہے لیکن عام روایت یہی ہے۔

آنحضرت ﷺ یہ نوافل رات کے پچھلے حصہ میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ دوست جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی رہائش ان حجروں میں تھی جن کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ پچھلی رات نماز تہجد کے لئے مسجد میں تشریف لے آئے کچھ لوگوں نے جو حضور ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے بھی حضور ﷺ کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ اگلے روز کچھ اور لوگوں کو پتہ چلا کہ آنحضرت ﷺ رات کو نماز تہجد مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ تو وہ بھی آ گئے۔ تیسری یا چوتھی رات مجمع اور بھی بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ مسجد کھچا کھچ بھر گئی۔ اس رات آپؐ باہر نہ نکلے اور اپنے حجرے میں نماز ادا کر لی۔ اور صبح فرمایا کہ اگر اس طرح روایت اور سنت بن جاتی کہ تہجد کے وقت نماز باجماعت ادا کی جائے تو میری اُمت کے بہت سے لوگوں کے لئے یہ مصیبت ہو جاتی۔ کیونکہ فرائض میں سے شمار کی جانے لگتی۔ (کس قدر ہمارا خیال رکھنے والی تھی وہ مقدس روح؟؟ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں سلام ہوں اس پر!!!) فرمایا آج میں اس لئے نہیں آیا کیونکہ یہ نوافل ہیں فرائض میں سے نہیں۔ چنانچہ بعد میں اسی پر عمل ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی گزر گیا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ کا بھی ایک حصہ گزر گیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ حدیث نمبر ۲۶۷)

ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ چکر لگا رہے تھے آپ نے عشاء کے بعد دیکھا کہ کوئی شخص اکیلے نماز نفل ادا کر رہا ہے۔ اور ایک جگہ چار پانچ آدمی اکٹھے ہو کر ایک قاری کے پیچھے نماز ادا کر رہے۔ کچھ اور لوگ بیس منٹ آدھ گھنٹہ پیچھے آئے اور انہوں نے علیحدہ نماز شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر آپ نے خیال فرمایا کہ یہ لوگ مختلف ٹولیوں میں پہلے وقت جو نماز ادا کر رہے ہیں تو کیوں نہ میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں؟ چنانچہ آپ نے ایک قاری کو امام مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر تم نے اصل وقت چھوڑ کر ہی یہ نوافل ادا کرنے ہیں تو اپنی اجتماعی روح کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس قاری کے پیچھے آ کر نماز ادا کر لیا کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ بہتر وقت وہی ہے جس میں آنحضرت ﷺ یہ نوافل ادا فرمایا کرتے تھے یعنی رات کا پچھلا پہر۔

(مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ فی رمضان باب ماجاء فی قیام رمضان)

تو پہلے تہجد کی نماز رات کے پچھلے حصہ میں پڑھی جاتی لیکن جائز ہے کہ رات کے پہلے حصہ میں بھی یہ نوافل ادا کر لئے جائیں اور اصل یہی ہے کہ انسان نوافل کو علیحدہ تنہائی میں ادا کرے کیونکہ نوافل کی بہت سی برکات کا تعلق خاموشی تنہائی اور پوشیدگی سے ہے اور جو شخص واقعی اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والا ہو وہ اپنے اس پیار کا اظہار لوگوں کے سامنے نہیں کیا کرتا۔

اس لئے یہ نماز گھر میں تنہائی میں پڑھنی چاہئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس میں دقت محسوس کرے تو پورے ثواب سے محروم ہونے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ وہ عشاء کے بعد ان نوافل کو ادا کرے اس طرح ایک حد تک اسے بھی ثواب حاصل ہو جائے گا۔

ایک اور چیز جس کا تعلق ماہ رمضان سے ہے وہ لیلۃ القدر کی تلاش ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

(بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب تَحَرِّیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ)

کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیَا لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ (بخاری باب العمل فی العشر الاواخر رمضان) کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آ جاتا تو آپ اپنی کمر کس لیتے یعنی معمول سے زیادہ مجاہدات کیلئے مستعد اور تیار ہو جاتے۔ گو ویسے بھی آپؐ بڑے اہتمام سے رات کو نوافل ادا کیا کرتے لیکن جب رمضان کے آخری دس روز شروع ہو جاتے تو آپؐ مجاہدات کا اور زیادہ اہتمام فرماتے۔

وَاَحْیَا لَیْلَہٗ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رات کو زندہ رکھتے۔ اس میں ہمیں اشارۃً یہ بتایا گیا ہے کہ زندگی کی وہی گھڑیاں زندگی کہلانے کی مستحق ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں گزریں۔ جو زندگی اس کی اطاعت میں نہ گزرے بلکہ اس سے بغاوت میں گزرے وہ تو موت سے بھی بدتر ہے۔

لیلۃ القدر کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ علماء نے اس کے بہت سے معنی بیان کئے ہیں میں اس وقت تفصیل میں نہیں جا سکتا بہرحال وہ ایک رات ہے جس میں خدائے تعالیٰ نے ایک ایسی گھڑی مقدر کی ہے کہ جس میں اگر کسی کو صحیح رنگ میں دعا کرنے کی توفیق مل جائے اس کی نیت بھی خالص ہو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور دعا قبول بھی ہو جائے تو وہ گھڑی اتنی عظیم الشان ہے کہ خدائے تعالیٰ کی تقدیروں کو بھی بدل دیتی ہے۔

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی جو آخری دس راتیں ہیں ان میں اس گھڑی کی تلاش کرو۔ اور اور امور سے توجہ ہٹا کر معمول سے زیادہ خدائے تعالیٰ کی عبادت میں لگ جاؤ تا خدا کے فضل سے تمہیں لیلۃ القدر کی یہ گھڑی نصیب ہو۔

ایک اور نفلی عبادت جس کا تعلق رمضان سے ہے وہ صدقہ وخیرات ہے۔ نبی کریم ﷺ کے متعلق بخاری میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ بڑے سخی تھے اور بڑی سخاوت سے کام لیتے تھے۔ دراصل جس وجود کا سارا بھروسہ اور توکل اپنے اس ربّ پر ہو جس کے خزانے میں کبھی کوئی کمی نہیں آتی اس کو اس بات کا فکر نہیں ہوتا کہ میرے گھر میں کوئی چیز ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس کی تمام ضروریات کا کفیل تو خود اس کا خدا ہوتا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ کہ ماہ رمضان میں حضور ﷺ اپنے معمول سے بھی زیادہ سخاوت برتا کرتے تھے۔

پس ہمیں بھی رمضان میں صدقہ وخیرات کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ فی الحقیقت یہ سبق ہمیں خود رمضان کے ذریعہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے جو بھائی بھوکے اور پیاسے ہیں ان کا ہم پر حق ہے کہ ان کی مدد کریں اور ان کی طرف توجہ کریں اور زیادہ سے زیادہ صدقہ دیں۔

نیز دعاؤں پر بھی بہت زور دینا چاہئے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرنی چاہئے۔ اور یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ہمیں رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر کی خاص گھڑی میسر آ جائے اور خدا کرے کہ ہم اس گھڑی میں صرف اپنی ذات کے لئے ہی نہیں بلکہ اس کے دین کے لئے بھی اس سے مانگیں اور اس گھڑی میں ہمارے منہ سے یہ الفاظ نکل رہے ہوں کہ اے خدا! اسلام کا غلبہ تو مقدر ہو چکا ہے لیکن تو ہم پر یہ فضل فرما کہ ہم اپنی زندگیوں میں اپنی آنکھوں سے اسلام کو ساری دنیا پر غالب ہوتا دیکھ لیں۔ آمین۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 68 تا 78)

☆...☆...☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

ہم احمدیوں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ روزے کی حقیقت کو سمجھیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو رمضان کا مقصد ہے۔یعنی تقویٰ پیدا کرنا اور تقویٰ میں ترقی کرنا۔

رمضان میں جب ہم تقویٰ کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرنے والے ہوں گے تو اپنی عبادتوں کی طرف توجہ ہوگی۔اگر ہم تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے روزے رکھیں گے تو برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کی اہمیت، اس کے تقاضوں اور اس کی برکات کا بصیرت افروز تذکرہ

پاکستان میں جماعت کے بہتر حالات کے لئے، دیگر مسلمانوں کے لئے اور عمومی طور پر تمام دنیا کے لئے دعاؤں کی تحریک۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے اور ان کی قیادت اور لیڈر شپ کو اور علماء کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے کہ زمانے کے امام کو پہچاننے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 رمئی 2018ء بمطابق 18 ہجرت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(البقرۃ 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایک اور رمضان کے مہینہ سے گزرنے کی توفیق مل رہی ہے جو کل سے شروع ہو چکا ہے۔اس مہینہ میں مسلمانوں کی بڑی تعداد روزہ کے ساتھ مسجد میں نمازوں اور تراویح کے لئے بھی آتی ہے۔اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ہماری مساجد میں بھی ان دنوں میں عام دنوں کی نسبت زیادہ آبادی ہوتی ہے۔یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے آجکل تو ایم ٹی اے پر بھی کافی تلاوت کی جاتی ہے یہ یاد دلانے کے لئے کہ یہ روزے جو فرض کئے گئے ہیں ان کا مقصد تقویٰ ہے۔پہلے مذاہب میں بھی جو روزے فرض کئے گئے تھے تو اس کا مقصد بھی تقویٰ تھا۔آج ان مذاہب کے ماننے والوں کے پاس نہ ان کی تعلیم اصل حالت میں ہے اور نہ اس پر عمل ہے اور نہ ہی پھر ان میں تقویٰ ہے۔لیکن اسلام ایک دائمی مذہب ہے۔تاقیامت رہنے والا مذہب ہے۔اس کی تعلیم دائمی ہے اور قرآن کریم دنیا کے ہر کونے میں آج اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے اور تقویٰ پر چلنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ان کے لئے ایک رہنمائی ہے۔اس کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے اور پھر آخری زمانے میں ہماری اصلاح اور قرآن کریم کی اشاعت اور اس پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے اور راستے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور ہمیں آپ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس ہم احمدیوں کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ روزے کی حقیقت کو سمجھیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو رمضان کا مقصد ہے۔یعنی تقویٰ پیدا کرنا اور تقویٰ میں ترقی کرنا۔

اس آیت سے اگلی آیتوں میں روزوں سے متعلق احکامات کی جزئیات بھی بیان کی گئی ہیں، تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔قرآن کریم پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ماننے اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کے متعلق بھی بیان ہوا ہے۔لیکن ان سب کا خلاصہ اس آیت کے اس ایک لفظ میں بیان کر دیا کہ مقصد تقویٰ ہے۔پس اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اس کی عبادت کی طرف توجہ دے کر خاص طور پر کوشش کرو تاکہ ان پر عمل ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے میں آسانی پیدا کرنے والا بن سکے۔

پس رمضان میں جب ہم تقویٰ کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرنے والے ہوں گے تو اپنی عبادتوں کی طرف توجہ ہوگی۔اگر ہم تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے روزے رکھیں گے تو برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔اللہ تعالیٰ کے احکامات تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔اگر ہم برائیوں سے نہیں بچ رہے چاہے وہ برائیاں ہماری ذات پر اثر کرنے والی ہیں یا دوسروں کو تکلیف میں ڈالنے والی۔ان کو چھوڑنے سے ہی روزے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔اگر ان کو نہیں چھوڑ رہے تو روزے کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور یہی تقویٰ ہے۔اگر روزے رکھ کر بھی ہم میں تکبر ہے، اپنے کاموں اور اپنی باتوں پر بے جا فخر ہے، خود پسندی کی عادت ہے، لوگوں سے تعریف کروانے کی خواہش ہے، اپنے ماتحتوں سے خوشامد کروانے کو ہم پسند کرتے ہیں جس نے تعریف کر دی اس پر بڑا خوش ہو گئے، یا اس کی خواہش رکھتے ہیں تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔روزوں میں لڑائی جھگڑا، جھوٹ فساد سے اگر ہم بچ نہیں رہے تو یہ تقویٰ نہیں ہے۔روزوں میں عبادتوں اور دعاؤں اور نیک کاموں میں اگر وقت نہیں گزار رہے تو یہ تقویٰ نہیں ہے اور روزے کا مقصد پورا نہیں کر رہے۔پس رمضان میں برائیوں کو چھوڑنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا، یہی ہے جس سے روزے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔اور جب انسان اس میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرے تو پھر حقیقت میں روزے کے مقصد کو پانے والا ہو سکتا ہے۔ورنہ اگر یہ مقصد حاصل نہیں کر رہے تو پھر بھوکا رہنا ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور...الخ حدیث 1903)

اگر تم ان مقاصد کو حاصل نہیں کر رہے۔بعض لوگ روزے کے نام پر دھوکہ بھی دیتے ہیں اور بھوکے بھی نہیں رہتے۔بظاہر یہ اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے لیکن روزہ نہیں ہوتا۔ایسے لوگ ہیں جن کو اپنے کھانے پینے پر بھی ضبط نہیں ہے۔جو چند گھنٹے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے آپ کو کھانے پینے سے نہیں روک سکتے۔جب ایسے لوگ ہیں تو باقی معاملات میں اپنے نفس پر کس طرح ضبط کر سکتے ہیں۔کل ہی کی بات ہے یہاں مسلمانوں کے روزے کے بارے میں اخبار میں ایک جائزہ شائع ہوا اور اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اکثر یہاں کے جو نوجوان ہیں وہ روزہ صرف دکھاوے کے لئے رکھتے ہیں اور روزے کی غرض کا انہیں کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔

ایک عیسائی نے یا لامذہب نے بہرحال غیر مسلم نے ایک نوجوان کا انٹرویو لیا تو اس نوجوان نے کہا کہ ہاں میں نے صبح سحری کھا کر اپنے گھر والوں کے ساتھ روزہ رکھا اور بڑی باقاعدگی سے ہمارے گھر میں سحری اور افطاری کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔میری ماں چونسٹھ سال کی ہے۔شوگر کی مریض بھی ہے اور شاید بڑے اہتمام سے روزے بھی رکھتی ہے اس کے باوجود ہمارے لئے افطاری کے لئے قسم قسم کی چیزیں تیار

کرتی ہے اور اب ہم جا کے افطاری کھائیں گے۔ لیکن وہ نوجوان کہنے لگا کہ حقیقت یہ ہے کہ جو معاشرتی دباؤ ہے۔ معاشرے کا جو دباؤ ہے یا گھر والوں کو دکھانے کے لئے میں ظاہر تو یہ کرتا ہوں کہ میرا روزہ ہے اور میں نے آج صبح سحری بھی کھائی تھی مگر آج دوپہر کو ابھی میں فش اینڈ چپس کھا کر آیا ہوں اور کہنے لگا کہ یہاں انگلستان میں میری طرح کے ہزاروں نوجوان ہیں جو اس قسم کے روزے رکھتے ہیں۔

تو یہ تو بعض لوگوں کے روزے کی حقیقت ہے اور پھر بعض اگر پورا دن فاقہ بھی کر لیتے ہیں تو نمازوں اور عبادت کی طرف وہ توجہ نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے۔ ایک آدھ نماز پڑھ لی اور بس۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ ایسے روزے پھر اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

پس ہم احمدیوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد اپنے روزوں کے اس طرح حق ادا کرنے کی کوشش کریں جس طرح ان کا حق ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ تقویٰ کیا ہے اور ہم نے اسے کس طرح اختیار کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مواقع پر تقویٰ کے بارے میں ہمیں بتایا کہ متقی کون ہے؟ حقیقی راحت اور لذت اصل میں تقویٰ ہی سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ دنیا کی لذتوں میں راحت ہے۔ کس طرح ہمیں نیکیاں بجالانی چاہئیں۔ انسان کو حقیقی مومن بننے کے لئے اپنا ہر کام خدا تعالیٰ کی مرضی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہئے اور یہی ایک بات ہے جو مومن اور کافر میں فرق ڈالتی ہے۔ اور یہ بھی آپ نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں انسان ترقی کرے۔ ہر روز جو آئے، ہر آنے والا دن ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت میں آگے لے جانے والا ہو، نہ کہ وہیں کھڑے رہیں یا ان لوگوں کی طرح ہوں جو صرف معاشرتی دباؤ کی وجہ سے دکھانے کے لئے روزے رکھتے ہیں نہ کہ تقویٰ میں بڑھنے کے لئے جیسا کہ میں نے ابھی مثال دی۔

بہرحال اس وقت میں تقویٰ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف اقتباسات پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تقویٰ پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی کہ تقویٰ تمام پرانے صحف مقدسہ کا خلاصہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''کل (یعنی 22؍جون 1899ء)'' جلسہ کا ذکر فرما رہے ہیں کہ ''بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔'' فرمایا ''اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کرلے۔'' پھر فرمایا کہ ''میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضُعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔'' فرمایا ''جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی۔'' فرمایا ''تقویٰ خلاصہ ہے تمام صُحفِ مقدّسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے۔'' (یعنی تقویٰ کے لفظ میں۔) فرمایا ''میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کروں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دنیا کے ہمّ و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں گا۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 303۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ درد ہے آپ کا کہ میری جماعت کا ہر فرد ایسا ہو جو تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ نہ کہ صرف دنیا کا غم ہی ہر وقت اسے کھائے جائے۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ تقویٰ پر چلنا ہی اصل میں شریعت کا خلاصہ ہے اور اگر دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہو تو تقویٰ پر چلو۔ آپ فرماتے ہیں:

''چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔'' (احمدیوں کو مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں) ''اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں۔ لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔'' پس مستقل مزاجی سے ہر نیکی چاہے وہ چھوٹی نیکی ہے یا بڑی نیکی ہے اس کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (المائدۃ:28) گویا اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ یہ گویا اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدوں میں تخلّف نہیں ہوتا۔'' (اپنا وعدہ خلافی نہیں کرتا) ''جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (آل عمران:10)۔ پس جس حال میں تقویٰ کی شرط قبولیت دعا کے لئے ایک غیر منفک شرط ہے''۔ (ایک بنیادی شرط ہے جسے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ تقویٰ بہرحال قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے) فرمایا ''تو ایک انسان غافل اور بے راہ ہو کر اگر قبولیت دعا چاہے تو کیا وہ احمق اور نادان نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 108-109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس رمضان سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ بنیادی نسخہ ہے کہ ہمارے روزے اور ہمارا ہر عمل تقویٰ کے حصول کے لئے ہو۔ بہت سارے لوگ کہتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ ہم نے بڑی دعائیں کیں قبول نہیں ہوئیں۔ ان کو پہلے اپنے اندر دیکھنا چاہئے کہ کیا ان کے اندر دین غالب ہے؟ تقویٰ پر چلنے والے ہیں یا دنیا کی ملونی زیادہ ہو گئی ہے؟ پس دعا کی قبولیت کے لئے ایک یہ بھی شرط ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اور پھر متقی نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں جبکہ وہ ولایت اور قرب الٰہی کے درجے کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔'' (یہ نام نہاد بزرگ ہیں) ''کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگادی ہے۔'' (ولی کے ساتھ متقی ہونا شرط ہے۔) فرمایا ''پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔'' (اگر اللہ تعالیٰ مدد کر رہا ہے تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔) ''پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا۔ اب دوسرا دروازہ معیّت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا۔'' (اللہ تعالیٰ سے کلام کا وعدہ تو کہتے ہیں ناں کہ ختم ہو گیا۔ اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ اب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جو مدد ہے اس کا دروازہ بھی بند کرنا چاہتے ہیں۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی۔ اس کا انحصار تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔'' فرمایا ''پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔'' (اگر حل کرنا ہے تو پھر تقویٰ ہی ہے جس سے وہ پورے ہو سکتے ہیں یا یہ نتیجے نکل سکتے ہیں۔) فرمایا ''معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ فرمایا'' (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ''مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔ خدا متقی کے لئے ہر مشکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔'' (پس یہ دعا بھی بہت کرنی چاہئے اور اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔ (الطلاق:3-4) ہمیشہ انسان یہ یاد رکھے کہ تو تقویٰ پر چلنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔) فرمایا کہ ''اب غور کر کے دیکھو کہ انسان اس دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اس کو قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور یا اس کا نام صراط مستقیم رکھتے ہیں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔'' فرمایا ''میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیا داروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں۔ وہ ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔'' (آگ میں جل رہے ہیں۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔) جیسے فرمایا ہے اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ سَلٰسِلَا۠ وَ اَغۡلٰلًا وَّ سَعِیۡرًا (الدھر:5) (کہ یقیناً ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور جہنم تیار کر رکھے ہیں۔) آپ فرماتے ہیں ''وہ نیکی کی طرف آ ہی نہیں سکتے۔ وہ ایسے اَغلال ہیں کہ خدا کی طرف (سے) ان اغلال کی وجہ سے ایسے دبے پڑے ہیں کہ حیوانوں اور بہائم سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہر وقت دنیا ہی کی طرف لگی رہتی ہے اور زمین کی طرف جھکتے جاتے ہیں۔ پھر اندر ہی اندر ایک سوزش اور جلن بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر مال میں کمی ہو

جائے یا حسب مراد تدبیر میں کامیابی نہ ہو تو کڑھتے اور جلتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات سودائی اور پاگل ہو جاتے ہیں یا عدالتوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔" فرمایا کہ "یہ واقعی بات ہے کہ بے دین آدمی سعیر سے خالی نہیں ہوتا۔" (اپنی آگ میں جل رہا ہوتا ہے اور اس قسم کے کئی نظارے ہمیں نظر آتے ہیں اخباروں میں ایسی خبریں بھی پڑھی ہیں۔) فرمایا کہ "اس لئے کہ اس کو قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا جو راحت اور تسلی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جیسے شرابی ایک جام شراب پی کر ایک اور مانگتا ہے اور مانگتا ہی جاتا ہے اور ایک جلن سی لگی رہتی ہے ایسا ہی دنیا دار بھی سعیر میں ہے۔" (جل رہا ہے) "اس کی آتشِ آز ایک دم بھی بجھ نہیں سکتی۔ سچی خوشحالی حقیقت میں ایک متقی ہی کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے لئے دو جنت ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421-420۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو مزید بیان فرماتے ہوئے کہ حقیقی راحت اور لذت کا مدار تقویٰ پر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پاسکتا ہے جو دنیا دار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔" (قناعت ہو، تقویٰ ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول مقصد ہو تو کم حالات میں بھی انسان گزارہ کر لیتا ہے اور سکون اور لذت پیدا ہو جاتی ہے جبکہ بڑے بڑے امیروں کو لذت پیدا نہیں ہو سکتی۔) فرمایا کہ "جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آ جاتی ہیں۔ پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذت دنیا دار کے حصہ میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت، عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے۔ جبکہ ان ساری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ سچے تقویٰ کے بغیر کوئی راحت اور خوشی مل ہی نہیں سکتی تو معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کے بہت سے شعبے ہیں جو عنکبوت کے تاروں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں" (یعنی مکڑی کے جالے کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ باریک باریک تاریں ہیں۔) "تقویٰ تمام جوارحِ انسانی" (یعنی تمام انسانی اعضاء جو ہیں) "اور عقائد زبان اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421 تا 422۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (عقائد میں بھی تقویٰ ہو۔ زبان میں بھی تقویٰ ہو۔ عام اخلاق میں بھی تقویٰ ہو۔)

روزہ کے حوالے سے ایک حدیث بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار اپنی زبان کو ہمیشہ پاک رکھے اور اگر کوئی اس سے جھگڑے تو تب بھی وہ یہی کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں تمہاری ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول اِنّی صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ)

فرمایا کہ "نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔ بسا اوقات تقویٰ کو دور کر کے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے یوں کہا اور ایسا کہا حالانکہ وہ بات بری ہوتی ہے۔ مجھے اس پر ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔" (اب یہ باریکی بھی دیکھنے والی چیز ہے۔ صرف یہی نہیں کہ موٹی موٹی گالیاں دے دیں یا لڑائی کر لی یا جھگڑا کر لیا بلکہ خود پسندی اور دکھاوا بھی ہے۔ زبان کی جو غلطیاں ہیں یا زبان کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں یا زبان کی وجہ سے جو تقویٰ میں کمی ہے اس میں یہ چیزیں بھی آتی ہیں۔) تو فرمایا "کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی۔ جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لئے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیا دار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو دوسرے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا" (اس دنیا دار کو) "کہ تُو تو بہت ہی قابل رحم ہے۔ ان تین فقروں میں تُو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔" (دنیا دکھاوے کے لئے حج تھے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔ تقویٰ سے دور ہٹے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس بزرگ نے یہ کہا کہ) "تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تُو اس امر کا اظہار کرے کہ تُو نے تین حج کئے ہیں۔ اس لئے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بیہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔" (پس صرف زبان کو دوسروں کو تکلیف دینے سے روکنے کے لئے حکم نہیں ہے۔ اپنی خودنمائی جو ہے، خود پسندی جو ہے، دکھاوا جو ہے یہ بھی نیکیوں سے دور کرنے والا ہو جاتا ہے اور تقویٰ سے دور ہٹانے والا بن جاتا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں غور کرنا چاہئے۔)

آپ نے فرمایا "دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دور ہو جاتا۔ اس لئے ساتھ ہی اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو میں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق اور طاقت نہ دے کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور پھر اِیَّاکَ اَعْبُدُ یا اِیَّاکَ اَسْتَعِیْنُ نہیں کہا۔ اس لئے کہ اس میں نفس کے تقدّم کی بُو آتی تھی۔" (اپنا یہ اظہار ہوتا ہے کہ میں کچھ کر رہا ہوں) "اور یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔" فرمایا کہ "تقویٰ والا کُل انسانوں کو لیتا ہے۔ زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دُور چلا جاتا ہے۔" (یعنی تقویٰ جو ہے ہر معاملہ میں ضروری ہے۔ زبان ہے اس سے انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔) "زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آ جاتی ہیں۔" (لوگ بہت بڑے دعوے کرنے لگ جاتے ہیں) "اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریاکاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیان بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قولِ زُور۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔" (جھوٹ اور غلط بات کہنا نقصان پہنچانے والی چیز ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔) "یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطراراً سؤر کھا لے تو یہ امر دیگر ہے۔" (اضطراراً اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہوئی ہے) "لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام سے دُور نکل جاتا ہے۔" (یہ فتویٰ دے دے کہ ہر حالت میں سؤر کھانا جائز ہے تو پھر وہ اسلام سے ہٹ گیا۔) آپ فرماتے ہیں کہ اس طرح "اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔" آپ فرماتے ہیں "پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اَناپ شناپ بولتے رہو۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421 تا 423۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

روزوں میں بہت ساروں کے ذکرِ الٰہی میں اضافہ ہوا ہے تو اس اضافے کے ساتھ غیر ضروری باتوں میں بھی کمی ہونی چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے تا کہ روزوں کا اور تقویٰ کا مقصد پورا ہو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: "ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفّل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (الطلاق:3-4) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔" یعنی سامان کر دیتا ہے اور ایسی بے مقصد جو ضرورتیں ہیں یا بے مقصد خواہشات ہیں وہ دل میں پیدا نہیں ہوتیں یا ان کا محتاج نہیں کرتا اس کا خیال بھی نہیں آتا۔ یہ بھی تقویٰ کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی متقی کے ساتھ ایک سلوک کی نشانی ہے۔ فرمایا "مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا اس لئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اُسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے جو خلافِ حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔" یعنی ایسا موقع ہی نہیں آتا کہ وہ جھوٹ بولے۔ "یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔" پھر آپ فرماتے ہیں کہ "یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔" (اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔) "لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور دنیاوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حارج ہوں۔'' (ملفوظات جلداوّل صفحہ 13-12۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی اگر تقویٰ صحیح ہے تو دنیاوی پریشانیاں جو ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ اس لئے دُور کر دیتا ہے کہ دینی کاموں میں روک پیدا نہ ہو۔ پس اس لحاظ سے بھی جہاں لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دنیاوی مسائل ایسے ہیں کہ دینی کام میں ہم حصہ نہیں لے سکتے۔ اگر صحیح تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی مسائل خود بخود حل کر دیتا ہے اور پھر دین کی خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ نیکیوں کے دو حصے ہیں اور نیکیاں کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیسا سلوک فرماتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

''انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض دوسرے نوافل'' (ایک فرض ہے جو تم نے کرنا ہے۔ ایک نفل ہے۔) ''فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو جیسے قرضہ کا اتارنا'' (کسی سے قرض لیا ہوا ہے اس کا اتارنا فرض ہے۔) ''یا نیکی کے مقابل نیکی'' (یہ بھی فرض ہے۔ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کے مقابلے پر نیکی کرو۔ اس کا حق ادا کرو۔ فرمایا کہ صرف یہ نیکی نہیں ہے۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے کہ اس نے نیکی کی تو میں نے بھی نیکی کر دی۔ اگر کسی نے نیکی کی ہے تو اس کے مقابلے پر تم بھی اس سے نیکی کرو۔ یہ تمہارا فرض ہے اور دوسرے کا حق ہے۔) فرمایا ''ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔'' (زائد نیکی ہو۔) ''جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اَور احسان کرنا۔'' (کسی نے احسان کیا اس کے احسان کا بدلہ چکا دینا یہ تو برابر کی ایک نیکی ہو گئی لیکن اَور احسان کرنا۔ اس سے زائد احسان کرنا یہ نوافل کے حق سے فاضل ہے۔) فرمایا کہ ''یہ نوافل ہیں۔'' (یہ نفل بن جاتا ہے۔) ''یہ بطور مکمّلات اور متمّمات فرائض کے ہیں۔'' (جب انسان بڑھ کر نیکیاں کرتا ہے تو ان سے جو فرض ہیں وہ مکمل ہوتے ہیں اور اپنی انتہا کو پہنچتے ہیں۔) فرمایا کہ ''اس حدیث میں بیان ہے کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہو رہتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ مَیں اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتی کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔''

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''بات یہ ہے کہ جب انسان جذباتِ نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلا میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔'' (اللہ کی مرضی کے خلاف ہو وہیں ابتلاء شروع ہو جاتے ہیں۔) ''خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصّہ میں آ کر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں۔ مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت وسکون نہ ہوگا۔'' (خدا تعالیٰ کی کتاب سے دیکھے بغیر کوئی حرکت نہیں ہوگی۔ کوئی کام نہیں ہوگا) ''اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ (الانعام:60) (کہ نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز ہے مگر اس کا ذکر ایک روشن کتاب میں ہے۔ یعنی قرآن کریم نے ہر نیکی اور بدی کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور جو اس پہ عمل کرے گا وہ محفوظ رہے گا۔) فرمایا ''سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔'' (دنیاوی کاموں میں لوگوں کو جو ابتلا آتے ہیں یا وہ کوئی بھی غلط کام کرتے ہیں تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل نہیں کر رہے ہوتے۔ قرآن کریم کو دیکھے بغیر جب چلیں گے، اس کے حکموں کو سامنے رکھے بغیر اگر کوئی کام کریں گے تو پھر مشکلات میں انسان گرفتار ہوتا ہے۔ یہاں یہ فرق ہونا چاہئے کہ دینی معاملات میں اللہ تعالیٰ امتحان میں ڈالتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ امتحان بھی نیکیوں کو آزمانے کے لئے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء سب سے زیادہ ایسے امتحانوں سے گزرتے ہیں۔ ایک تو دنیاوی باتیں ہیں جن پہ انسان مشکلات میں پڑتا ہے اور وہ اس لئے مشکلات میں پڑتا ہے کہ وہ دنیاداری کی سوچ سے سوچتا ہے۔ ایک مومن ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن ہمارے لئے جو راہ ہدایت ہے وہ قرآن کریم ہے۔ اس کے حکموں پر وہ عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تب مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے ابتلا آتے ہیں۔) بہرحال پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔'' (یہ بات مزید کھل گئی کہ جذبات کا تابع ہو کر دنیاوی معاملات میں نقصان اٹھاتا ہے۔) ''بسا اوقات وہ اس جگہ مؤاخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دُور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔ (الحدیث) کہ جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔'' (اب دیکھ لو ایسے لوگوں کو اگر نیکی کے معاملے میں جب ایسی باتیں آتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ خود اپنے ولی کا ساتھ دیتا ہے اور دشمنوں کو ایک وقت میں پھر ناکام و نامراد کرتا ہے۔) ''اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔''

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 13 تا 15۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ہمیں اپنی زندگی کو غربت اور مسکینی میں بسر کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ''اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدّیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔'' (یعنی تکبر اور غرور جو ہے وہ غصہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔) ''اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں''۔ (غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔) ''خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ'' (الحجرات:12) (کہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد نہ کرو۔ ایمان کے بعد دین سے دور جانا بہت بڑی بات ہے۔) ''وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔'' اور جس نے توبہ نہ کی۔ یہ باتیں کرتا رہا تو یہی ظالم لوگ ہیں)۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ'' (الحجرات:14)۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 36۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہی ہے جو متقی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ دائمی علم رکھنے والا اور باخبر ہے۔) پس اللہ تعالیٰ کو ہر حقیقت کا علم ہے۔ ہر بات کا علم ہے کہ دکھاوے کا تقویٰ ہے یا حقیقی تقویٰ ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کو علم ہے تو ہمیں پھر بڑے خوف سے اور اپنا جائزہ لیتے ہوئے حقیقی تقویٰ اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اختیار کرو۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ ایک مومن اور تقویٰ پہ چلنے والے کو جب کامیابی ملتی ہے تو اس کا کیا اظہار ہوتا ہے اور ایک کافر اس کامیابی پر کیسا اظہار کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اس اصول کو ہمیشہ مدّنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے۔'' (یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے اس کی تعریف کرتا ہے) ''کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے۔ بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کی کامیابی اس لئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی محنت، دانش اور قابلیت کو خدا بنا لیتا ہے۔ مگر مومن خدا کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن

شریف میں تقویٰ کا لفظ بہت مرتبہ آیا ہے اس کے معنی پہلے لفظ سے کئے جاتے ہیں۔ یہاں مَعَ کا لفظ آیا ہے۔ یعنی جو خدا کو مقدم سمجھتا ہے خدا اس کو مقدم رکھتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی ذلّتوں سے بچا لیتا ہے۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اگر انسان دنیا میں ہر قسم کی ذلّت اور سختی سے بچنا چاہے تو اس کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ متقی بن جائے پھر اس کو کسی چیز کی کمی نہیں۔ پس مومن کی کامیابیاں اس کو آگے لے جاتی ہیں اور وہ وہیں پر نہیں ٹھہر جاتا۔'' پھر آپ فرماتے ہیں ''اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہوگئی۔ اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی۔ اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔'' (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے دعا کو قبول کیا۔ بجائے اس بات پہ خوش ہونے کے یا فخر کرنے کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر نظر رکھو۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلے میں ایک نئی زندگی آجاتی ہے۔ اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہئے۔'' (کامیابی ملی یا دعا قبول ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی پہچان زیادہ ہونی چاہئے۔ اس کی معرفت ہونی چاہئے۔) ''کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔'' فرماتے ہیں ''بہت تنگدستی بھی انسان کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ۔'' (یعنی تنگی چہروں کو بگاڑ دیتی ہے یا کالا کر دیتی ہے یا تنگدستی کی وجہ سے انسان دین سے بھی بسا اوقات دور ہٹ جاتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں ''ایسے لوگ میں نے خود دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستیوں کی وجہ سے دہریہ ہو گئے ہیں۔ مگر مومن کسی تنگی پر بھی خدا سے بدگمان نہیں ہوتا اور اس کو اپنی غلطیوں کا نتیجہ قرار دے کر اس سے رحم اور فضل کی درخواست کرتا ہے اور جب وہ زمانہ گزر جاتا ہے اور اس کی دعائیں بارور ہوتی ہیں تو وہ اس عاجزی کے زمانے کو بھولتا نہیں بلکہ اسے یاد رکھتا ہے۔ غرض اگر اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کام پڑنا ہے تو تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔ مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرلے اور بدقسمت وہ ہے جو ٹھوکر کھا کر اس کی طرف نہ جھکے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 155 تا 157۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ ان کی حمایت اور نصرت میں ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ تقویٰ کہتے ہیں بدی سے پرہیز کرنے کو اور محسنون وہ ہوتے ہیں جو اتنا ہی نہیں کہ بدی سے پرہیز کریں بلکہ نیکی بھی کریں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی۔ یعنی ان نیکیوں کو بھی سنوار سنوار کر کرتے ہیں۔'' آپ اس آیت کی تشریح فرما رہے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور پھر جو احسان کرنے والے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ''مجھے یہ وحی بار بار ہوئی کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور اتنی مرتبہ ہوئی ہے کہ میں گن نہیں سکتا۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو۔ اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہوجاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے ہیں یا صرف خوش خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیّت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچی تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 371۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس بارے میں آپ مزید فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129) خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔'' آپ مثال دیتے ہیں کہ ''ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔'' آپ فرماتے ہیں ''مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں'' (بلکہ اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔) (ملفوظات جلد 10 صفحہ 138-137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 138۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

لیکن اس کے لئے تم لوگوں کو بھی پہلے تقویٰ اختیار کرنا پڑے گا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری دعاؤں کی قبولیت کے لئے خود اپنے آپ کو دعاؤں کا اہل بنانے کی ضرورت ہے تب میری دعائیں قبول ہوں گی اور اس کے لئے تقویٰ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں تقویٰ سے روزے رکھنے اور عبادت کرنے اور باقی حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر لحاظ سے یہ رمضان جماعت کے لئے بھی، مسلمانوں کے لئے بھی اور دنیا کے لئے بھی بابرکت ہو۔ پاکستان میں جماعت کے جو حالات ہیں اور اس میں دن بدن سختی پیدا ہوتی جا رہی ہے ان کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ ہم جہاں روزوں کے حق ادا کرنے والے ہوں وہاں تقویٰ پر چلتے ہوئے یہ حق ادا کرنے والے ہوں۔ دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بھی رحم فرمائے اور ان کی قیادت کو اور لیڈرشپ کو اور علماء کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے اور اسی طرح دنیا کو بھی کہ وہ زمانے کے امام کو ماننے والے ہوں۔ ہر روز ایک نئی خبر آتی ہے کہ آج جنگ کا شعلہ بھڑکنے والا ہے، آج ختم ہونے والا ہے۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ بڑی طاقتیں جو ہیں وہ جنگ کی طرف جس تیزی سے بڑھ رہی ہیں اس میں اب مزید کوئی روک پیدا ہونے کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خاص طور پر مسلمانوں کو، خاص طور پر احمدیوں کو ان جنگ کے بداثرات سے بچا کر رکھے اور عمومی طور پر انسانیت کو بھی بداثرات سے بچائے۔ اگر ابھی بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کی اصلاح ہو سکتی ہے اور کوئی ذریعہ بن سکتا ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے اور یہ خدا کو پہچاننے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ وہ حالات پیدا کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پہچانیں اور اپنی تباہی سے بچ سکیں۔

☆...☆...☆

خلافت

وہ رشک ملائک یہی تاج ہے	یہی آدمیت کا معراج ہے
یہ نورِ خدا کی ہے جلوہ گری	یہ تکوین کا نقطۂ محوری
نظام خلافت ہے پائندہ تر	اسی سے یہ خاکی ہے تابندہ تر
''عُدُوِّ مُبیں'' اس سے پامال ہے	قبائے خلافت تری ڈھال ہے
ازل سے ابد تک یہ اعجازِ ''قُم''	یہی روحِ مردہ کو آواز ''قُم''
یہ ہے چشم گیتی میں تِل کی طرح	یہ سینۂ ہستی میں دل کی طرح
شہی کا نہ جمہوریت کا ہے راج	یہ دونوں کا گویا حسیں امتزاج
بظاہر یہ جمہور کا ساز ہے	مگر قدرتِ حق کی آواز ہے
خلیفہ گو چنتے ہیں اہل وفا	مگر اُس میں ہوتی ہے حق کی رضا
خلافت خدا کی نمائندگی	اسی کی جھلک اور درخشندگی
جمالی صفت میں رحیم و کریم	یہ شان جلالی میں ضرب کلیم
ملے نورِ حق کو تھے مظہر نئے	بدلتا رہا تھا یہ پیکر نئے
یہ داوّد و آدم میں تھا جلوہ گر	ازل سے ابد تک یہ محو سفر
بنا مصطفٰے اس سے شمسُ الضُّحیٰ	تو مہدی ہوا مثل بدرُ الدُّجیٰ
یہ صدیق و فاروق و عثمان میں	یہ حیدر پہ اُترا نئی شان میں
اگر نور دیں میں یہ تھا جلوہ گر	تو محمود تھا اس سے رشک قمر
یہ ناصر میں طاہر میں مسرور میں	شرابور تینوں اسی نور میں
یہ زندہ تو زندہ ہے دین متیں	یہ قدرت کے جلووں کا عکسِ حسیں
اسی سے سدا محو پرواز تُو	فرشتوں سے بڑھ کر فلک باز تُو
اگر پاسبانی کا احساس ہے	سدا یہ امانت تیرے پاس ہے

(عبدالسّلام اسلام)

رمضان المبارک۔تزکیہ نفس کا مہینہ

(افتخار احمد ایاز۔لندن)

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو بڑی رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ قرار دیا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جب قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا جس پر دین حق کی بنیاد ہے اور جو اپنے کمال اور جامعیت کے اعتبار سے کوئی مثال نہیں رکھتا۔ رمضان کے پاکیزہ ماحول میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اور انسان کو تزکیہ نفس کے لئے ایک بے نظیر موقع میسر آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت ست اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 256 تا 257۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ماہ رمضان کی فضیلت پوری شان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس ماہ کے اوّل وآخر بلکہ ہر لمحہ پر عبادات، صدقہ وخیرات، ذکر الٰہی اور دیگر نیک امور سرانجام دینے کے مواقع میسر آتے ہیں اور یہ تمام مواقع تزکیہ نفس کا موجب بنتے ہیں اور بدیوں اور گناہوں سے محفوظ رہنے اور نفس امارہ کی مخفی تحریکوں کے راستے مسدود ہونے سے اللہ کے بندے اس مہینہ میں دنیا میں ہی جنت کا منظر پالیتے ہیں۔

قرآن کریم نے تاکیداً فرمایا ہے کہ: اے مومنو! تم پر پہلے لوگوں کی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو (البقرہ:184) تزکیہ نفس اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کی راہوں پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ روزہ نفس امارہ کی ان تمام اخلاقی، معاشرتی اور روحانی کمزوریوں سے بچاتے ہوئے اللہ کی خوشنودی کی راہ دکھاتا ہے۔ گویا روزہ تزکیہ نفس جیسے بلند مقام تک لے جانے اور تقویٰ حاصل کرنے کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

نفس کی پاکیزگی کے بغیر اللہ تعالیٰ کا پیار اور محبت حاصل کرسکنا ممکن نہیں اور نہ ہی انسان پاک وصاف نفس کے بغیر دین ودنیا میں کوئی حقیقی کامیابی اور خوشی حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”پس جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ٹھیک ہو جاوے خود پاک ہو جاوے نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات حل اور دُکھ دُور ہو جاویں اور اس کی ہر طرح کی کامیابی اور فتح ونصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (الشّمس:10) کامیاب ہوگیا، بامراد ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا۔ تزکیہ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے۔ فلاح صرف امور دینی ہی میں نہیں بلکہ دنیا و دین میں کامیابی ہوگی۔ نفس کی ناپاکی سے بچنے والا انسان کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ دنیا میں ذلیل ہو۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 391 تا 392۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى سورۃ الاعلیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”فرماتا ہے کہ یقیناً وہ شخص بامراد ہوا جو نفسانی خواہشات سے اجتناب اختیار کر کے پاک ہوا۔ تَزَكّٰى کے معنی پاک ہونے کے ہوتے ہیں۔ پس اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس نے تقدس کا جامہ پہن لیا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خود قدوس ہے اس لئے وہی شخص اس کا قرب حاصل کرسکتا ہے جو تقدس اور پاکیزگی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ گناہ آلود زندگی بسر کرنے والے خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پُشت ڈالنے والے شیطانی راہوں کو اختیار کرنے والے اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے دنیا میں ہی ذلیل ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ذلیل ہوں گے۔ تمام کامیابیوں کی جڑ پاکیزگی اختیار کرنا ہے“۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 438 تا 439)

بعض لوگ اپنے نفس کی اندھا دھند پیروی کرتے چلے جاتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ نفس کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور اس کی پاکیزگی اور صفائی کی طرف ہمیشہ توجہ رہنی چاہئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اُن ذرائع کو اختیار کیا جائے جن سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ ان میں سے اوّلین دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے وہ دعا ہے۔ اس لئے جس قدر ہوسکے دعا کرو۔ یہ طریق بھی اعلیٰ درجہ کا مجرّب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن :61) تم مجھ سے دعا کرو مَیں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا میں ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور مسلمانوں نے بھی اس میں سخت ٹھوکر کھائی ہے کہ دعا جیسی شے کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 202۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

رمضان خاص دعاؤں اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً ہر احمدی دعاؤں کا مجسمہ ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس نے بھی پہلے دن سے دعاؤں کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے نفس کی پاکیزگی ضروری ہے۔ صرف ضروری نہیں بلکہ ایک بنیادی ضرورت ہے۔ انسان کا ضمیر اُسے نفس کی حالت سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ اس لئے نفس کی پاکیزگی کے لئے خاص طور پر رمضان میں توجہ سے دعا کرنی چاہئے کیونکہ اس پاکیزگی کے بغیر انسان کچھ بھی حقیقی معنوں میں حاصل نہیں کرسکتا۔ نہ اِس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اور ہر ایک عزم کے ساتھ اس کی پاکیزگی کی حاصل کرنے کے ذرائع بھی اختیار کرنے چاہئیں۔

دوسرا ذریعہ تزکیہ نفس کا ذکر الٰہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا۔ ہاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا ہے اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا۔ دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھ باہر اپنا غلّہ بکھیرتا ہے۔ بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ اس نے دانے ضائع کر دیئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھرے ہوئے دانوں میں سے ایک خِرمن جمع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہے اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس پر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جس کا وہ طالب ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 311 تا 312۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں ہے اذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو مَیں بھی تم کو نہ بھولوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کرو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی کے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے۔ پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے۔ یہ پانچ وقت تو خدا تعالیٰ نے بطور نمونہ کے مقرر فرمائے ہیں۔ ورنہ خدا کی یاد میں تو ہر وقت دل کو لگا رہنا چاہئے۔ اور کبھی کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر وقت اسی کی یاد میں غرق ہونا بھی ایک ایسی صفت ہے کہ انسان اس سے انسان کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 254۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

رمضان تو ہر دم ذکر الٰہی کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ذہن میں یہ بھی رکھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نفس کو کلیۃً پاک اور صاف کردے۔ نفس کی پاکیزگی کے بھی درجات ہیں اور جیسے انسان نفس کی پاکیزگی میں ترقی کرتا ہے ویسے ہی اس کے لئے تقویٰ میں ترقی کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تقویٰ ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اور پاک وصاف نفس کے بغیر نیک عمل ممکن نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور یہ تزکیہ نفس کا یقینی ذریعہ ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (المنٰفقون آیت 10) کہ اے مومنو تم کو مال اور اولاد اللہ کا ذکر کرنے سے روک نہ دے۔ تم اللہ کا ذکر کرنے میں کسی روکاوٹ کی پروا نہ کرو۔ اور کوئی تمہارا ایسا کام نہ ہو جس کو کرتے ہوئے تم اللہ کا ذکر کرنے میں سستی کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ایسی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی۔ یعنی جو اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اصحاب کیا مَیں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو سب سے بہتر اور سب سے پسندیدہ ہو۔ اور سونے اور چاندی کے خرچ سے بھی بہتر ہو۔ اور اس سے بھی بہتر ہو کہ کوئی جہاد کے لئے جائے اور دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کیا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ذکر الٰہی کا درجہ سب سے بلند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جہاد سے بھی اس کا درجہ بلند ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

ذکر الٰہی کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ پنجوقتہ نمازوں کو خلوص اور صدق کے ساتھ ادا کیا جائے۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ جب نماز میں ایک قسم کی رقّت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح یعنی دین و دنیا میں حقیقی کامیابیوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی گریہ وزاری اور تضرّع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص، لالچ اور عیش وعشرت سب پر مقدم کرلیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 63 تا 64۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہی وہ طریق ہے جس کے اختیار کرنے سے انسان تزکیہ نفس حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بد اخلاقی کِبر اور ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور یہ مواد ردّیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے۔ جس میں معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر ہی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کی کچھ حقیقت نہیں پاتا وہ اس نور اور روشنی کو جو انوارِ معرفت سے اسے ملتی ہے انہیں کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا ہی فضل اور رحم یقین کرتا ہے جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دھوپ پڑ کر اسے منور کر دیتی ہے۔ لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کرسکتی کہ یہ روشنی میری قابلیت کی وجہ سے ہے۔ یہ ایک دوسری بات ہے کہ جس قدر وہ دیوار صاف ہوگی اس قدر روشنی زیادہ صاف ہوگی۔۔۔ پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی نہ مالی۔۔۔ پس سچی معرفت اس کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئ محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گِر کر عجز اور انکسار کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 211 تا 213 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے درود اور استغفار تریاق ہیں۔ ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ”نمازوں کو سنوار کر پڑھا کرو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ وخیرات کرو۔ درود شریف واستغفار پڑھا کرو۔“

(الحکم جلد 7 مؤرخہ 28 فروری 1903ء)

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید کی پاک تاثیرات

(سعید فطرت لوگوں کی توحید اور اسلام کی طرف رہنمائی کے دلچسپ و ایمان افروز واقعات)

(عبدالرب انور محمود خان ۔ امریکہ)

(تیسری قسط)

(7)

سورۃ البقرۃ آیت 256

مارگریٹ مارکس (مریم جمیلہ) اور ڈاکٹر جیفری لینگ کا قبول اسلام

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ وَلَا یَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○

ترجمہ: اللہ! اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قائم بالذات ہے۔ اسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کے کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور سفارش کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

....

قرآن کریم کی یہ آیت آیت الکرسی کے نام سے موسوم ہے۔ اور دنیا میں کروڑوں انسانوں نے نہ صرف اس کو یاد کیا بلکہ وہ اکثر و بیشتر اس کا ورد کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات کا اظہار ہے اور اس کا ایک خصوصی اثر سامعین پر پڑتا ہے۔ اسی طرح کا اثر ایک مشہور زمانہ حساب دان ڈاکٹر جیفری لینگ پر ہوا۔ ان سے گفتگو کے دوران پتہ چلا کہ خدا تعالیٰ کی ذات کا جو تصور ان کو ابتدائی زندگی میں دیا گیا تھا وہ انتہائی ناقص تھا۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے کائنات کو چھ دنوں میں بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چرچ میں یہ سوال کیا کہ خدا نے آرام کیوں کیا؟ ساتویں دن اگر مجھے اس خدا کی ضرورت ہو تو وہ آرام کر رہا ہوگا۔ جواب نہ ملنے کی وجہ سے میں نے کیتھلک مذہب چھوڑنے کا ارداہ کر لیا اور مختلف مذاہب میں راہ حق کی تلاش میں نکلا۔ اسی دوران مجھے قرآن کریم دستیاب ہوا۔ میں نے آیت الکرسی پڑھی تو مجھے ان تمام سوالوں کے جواب مل گئے جو میں نے چرچ سے کئے تھے۔ وہ خدا قادر مطلق ہے نیند اور تھکان اس کے پاس نہیں پھٹکتی۔

انہوں نے اپنی کتاب "Even Angel Ask" میں تحریر کیا کہ پہلی 39 آیات سورۃ بقرۃ میں تمام انسانیت کا لائحہ عمل شروع کریں تو آپ کے ذہن میں جو سوال ابھر رہے ہوتے ہیں اگلی آیت میں جواب موجود ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ پڑھنے والے کے مکمل فہم اور ذہنی استعدادوں سے واقف ہے اور ہر سوال کا جواب انتہائی معقول اور مبسوط طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان کی کتب کے سرسری مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر لینگ قرآن کریم کے عاشق ہیں۔ انہوں نے تفصیل سے اس کا مطالعہ کیا ہے اور پھر سان فرانسسکو میں اسلام قبول کیا۔ اگرچہ وحدانیت کا تصور یہود اور نصاریٰ دونوں میں ملتا ہے مگر جو تصور وحدانیت کا آیت الکرسی پیش کرتی ہے وہ بہت مبسوط اور مخصوص ہے۔ اور متعدد یہودی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

انہی میں ایک خاتون مارگریٹا مارکس ہیں جو نیو یارک کی ایک یہودی فیملی میں 1934ء میں پیدا ہوئیں۔ انیس سال کی عمر میں انہوں نے مذاہب کا مطالعہ شروع کیا۔ قرآن کریم پڑھنے کی توفیق پائی۔ اور آیت الکرسی پر آ کر ان کا دل و دماغ روشن ہو گیا اور اس آیت پر تفصیلی غور و فکر کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے قبول اسلام کی داستان ایک کتاب Testimonies Of Jewish Converts میں چھٹے نمبر پر درج ہے۔

ذیل میں اس انٹرویو کی تلخیص پیش کی جاتی ہے۔

سائل کے عمومی سوال پر کہ انہوں نے اسلام کیسے قبول کیا؟ وہ لکھتی ہیں:

"نیو یارک میں ایک شام میں بہت بے چین تھی اور پریشانی کی حالت میں میری والدہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں لائبریری جا رہی ہوں آپ کے لئے کچھ پڑھنے کو لے آؤں؟ میں نے عرض کی کہ میرے لئے قرآن کریم کا ایک نسخہ لے آئیں۔

جونہی وہ واپس آئیں میں نے تیزی سے ان سے وہ نسخہ لیا اور ساری رات میں مکمل پڑھ لیا۔ میں نے تیرہ سال سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کی لیکن مجھے خدا کا صرف یہ تصور تھا کہ کوئی بوڑھا ایک اونچے تخت پر بیٹھا ہے اور وہاں سے اپنے فرمان جاری کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی علم نہیں تھا۔ جب مَیں نے قرآن کریم پڑھا اور سورۃ البقرۃ کی آیت 256 یعنی آیت الکرسی پر پہنچی تو ایک دم ساری پریشانی اور بوجھ دور ہو گیا اور اس پاک ہستی سے ملنے اور اس پر جان فدا کرنے کو دل چاہا۔ جس میں خدا تعالیٰ کی متعدد خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ ایک ایک لفظ ایسا لگتا ہے کہ دل میں اتر رہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سورۃ النور کی آیت 40 کا حوالہ دیا جس کے معنی یہ ہیں:

"اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے سراب کی طرح ہیں جو چٹیل میدان میں ہیں جسے سخت پیاسا پانی گمان کرے یہاں تک کہ جب وہ اس تک پہنچے اسے کچھ نہ پائے۔ پس وہ اس کو پورا پورا حساب دے اور اللہ حساب چکانے میں تیز ہے"۔

وہ لکھتی ہیں کہ "سب سے پہلا خیال قرآن کریم پڑھنے کے بعد یہ آیا کہ اسلام ہی صرف سچا مذہب ہے جو بالکل سچ انتہائی مخلص اور ہر قسم کی چالاکیوں اور بہروپیے پن سے عاری ہے۔ جس میں سوائے صداقت کے کوئی دکھاوا نہیں"۔

اس کے بعد مریم جمیلہ نے مشکوٰۃ کا مطالعہ شروع کیا اور باقاعدہ اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام کے بعد وہ مولانا مودودی کی دعوت پر پاکستان آئیں۔ انہوں نے آ کر قریب سے جماعت اسلامی کو دیکھا اور اپنے آپ کو اس سے دُور کرتی گئیں اور مولانا کے مغرب پرست ہونے پر متعدد اعتراض کئے اور خود کو ان سے علیحدہ کر لیا۔ مریم جمیلہ نے اپنے والدین کو نہایت پیار سے دعوت اسلام دی اور نہ قبول کرنے کے عواقب سے آگاہ کیا۔ 2012ء میں وہ وفات پا گئیں۔ اپنی زندگی میں اسلام کی بھرپور خدمت کی۔ ان کے اس خط کا لنک اور اس کہانی کا لنک بھی درج ذیل ہے۔ ان سے پورا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(http://www.islamicbulletin.org/freedownloads/newmuslim/testimoniesofjewishconverts.pdf)

....

(8)

سورۃ آل عمران آیت نمبر 4,5

یوسف گریفن کا قبول اسلام

نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ ○

اس نے تجھ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے اس کی تصدیق کرتی ہوئی جو اس کے سامنے ہے اور اسی نے تورات اور انجیل کو اتارا۔

مِنْ قَبْلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ○

اس سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت کے طور پر اسی نے فرقان نازل کیا۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا اور ان کے لئے سخت عذاب (مقدر) ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) انتقام لینے بچوالا ہے۔

....

یہ کہانی یوسف گریفن نامی ایک سوئس نوجوان کی ہے جو تین سال کی عمر میں آسٹریلیا شفٹ ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس کی ماں Protestant عیسائی تھی اور اس کو Sunday School بھیجتی تھی۔ مگر وہ کلاس میں ہر بات پر سوال کرتا تھا اور بائبل کے تمام احکامات کو عقل سے پرکھتا تھا۔ وہاں کے اساتذہ نے اسے نکال دیا۔ تثلیث اور نجات کے مسائل پر اس کو سخت اعتراضات تھے اور وہ ہرگز ان کو قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ سکول کے بعد اس نے قانون کی تعلیم حاصل کی۔ اس نے مختلف مذاہب پڑھے اور انڈیا میں بھی سفر کیا۔ جے پور میں کسی مسلمان نے اس کو قرآن کریم دیا۔ اس نے قرآن کریم پڑھا اور مندرجہ بالا آیات سے بہت متاثر ہوا اور یہ سوال کیا کہ اب کیا کرنا ہے۔ اس کے مسلمان دوست نے کہا کہ مسجد کے امام سے ملو۔ اس وقت اس نے hippies کی طرح لمبے لمبے بال رکھے ہوئے تھے اور کان میں بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔ امام نے اس کو grooming کے لئے نصیحت کی اور تشہد کا مطلب سمجھایا اور اس سے تشہد دہروایا۔

اس طرح یوسف گریفن مسلمان ہو گئے اور اب اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اپنی فیملی کو مسلمان بنایا۔ قرآن کریم کی اس آیت نے ان کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔ الحمدللہ۔

ذیل کے لنک Voice of Islam پر ان کا 24 منٹ کا انٹرویو ہے جو نہایت دلچسپ ہے۔

(http://www.tubeislam.com/video/11835/My-Path-to-Islam-Yusuf-Griffen-from-VoiceofIslam-TV)

....

(9)

سورۃ النساء آیت 158

سائمن آلفریڈو کیرابالو (Simon Alfredo Caraballo) کا قبول اسلام

وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ۔ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ○

ترجمہ:۔ اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح ابن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے۔ اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے۔ بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔ اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے۔

....

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں متنازع امر کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ متعدد عیسائی حضرات پر یہ حقیقت آشکار ہوئی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ انہی خوش نصیب افراد میں ملک Venezuela کے یہ نوجوان جو عملی زندگی میں انجینئر ہیں۔ انہوں نے ان آیات کا صحیح ادراک حاصل کیا اور بلا تردّد توحید کے علمبردار ہو گئے۔ انہوں نے ایک مختصر کتابچہ بھی رقم کیا جس کا عنوان ہے

"My Great Love For Jesus Led me to Islam"

یہ کتابچہ انٹرنیٹ پر مہیا ہے اور ان کے قبول اسلام کی داستان اسی سے اخذ کی گئی ہے۔

سائمن ایک طالب علم تھے اور کٹر کیتھولک عیسائی تھے۔ ہر روز دو مرتبہ مسیح کی عبادت کرتے تھے۔ اپنے جسم پر متعدد صلیبیں ساتھ رکھتے تھے۔ بلکہ ان کا موقف یہ تھا کہ اگر ان صلیب کے ٹکڑوں سے جدائی ہو گئی تو وہ انتہائی خطرہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ جب ان کو طالب علمی کے دور میں ذرا مذہبی تصور اجاگر ہوا تو انہوں نے متعدد سوالات شروع کر دیئے اور عیسائیت کے ہر عقیدہ پر گہری تحقیق کے نتیجے

میں کسی قدر بیزاری کا اظہار کیا۔ انہیں کسی مسلمان دوست نے قرآن کریم کا ایک نسخہ اور دیگر لٹریچر در بارہ اسلام دیا۔ انہوں نے اس سے قبل کبھی قرآن کریم کا نسخہ دیکھا تک نہ تھا۔ غور وفکر کے ان ایام میں انہوں نے قرآن کریم کا مطالعہ شروع کیا اور سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی کیونکہ ان کو حضرت عیسیٰ سے شدید محبت تھی۔ اور وہ ہر وقت خدا سے اس سوالیہ نشان کی طرح بنے رہے کہ کیوں حضرت عیسیٰ کو جوان کے مذہب کے مطابق خدا کے بیٹے تھے یہ اذیتناک سزا دی۔ دوران مطالعہ جب وہ سورۃ نساء کی آیت 158 پر پہنچے جس میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز مصلوب نہیں ہوئے اور نہ ہی اس طریق پر وفات پائی۔ یہاں آ کر وہ رک گئے اور متعدد بار اس آیت کو پڑھا اور کہتے رہے : "They killed him not" نہ انہوں نے اسے "and not crucified him" (یعنی حضرت عیسیٰ) کو قتل کیا اور نہ ہی وہ مصلوب ہوئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایسا لگا کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت واضح طور پر میرے سارے شبہات کو دُور کر دیا اور تمام سوالوں کے جواب دے دیئے۔

وہ کہتے ہیں کہ :Seattle کے تعلیمی دور میں 1978 میں مجھ پر یہ انکشاف ہوا۔ ایسا لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے Venezuela سے یہاں اسی لئے لایا تھا۔ مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میرے عیسیٰ نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک بہت بڑا بوجھ جو ساری زندگی میرے سر پر تھا اٹھ گیا۔ صلیب بھی پارہ پارہ ہوگئی اور تثلیث کے بھی پرخچے اُڑ گئے۔ آسمان پر مسیح کا تصور اور دیگر رسومات کالعدم ہوگئیں۔

Oklahoma ریاست میں میں نے 1979ء میں کورسز لئے اور وہاں مسجد کے امام نے مجھ سے سوال کیا کہ اب تمہارے پاسپورٹ پر مسلمان لکھا جائے گا۔ کیا تمہیں یہ منظور ہے؟ تو میں نے جواب دیا بالکل، مَیں بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے شہادت انگریزی میں لی اور پھر عربی میں کلمہ شہادت دہرایا۔ الحمد للہ

حوالہ کتاب : **"My Great Love for Jesus Led Me to Islam"**

یہ کتاب online حاصل کی جاسکتی ہے۔

(http://islamicbook.ws/english/english-034.pdf
http://slideplayer.com/slide/2432381/)

……………………

(10)

سورۃ المائدہ آیت نمبر 4

Ann Hayat Collins

اور ڈاکٹر کوری براؤن کے قبول اسلام کی داستان

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝

ترجمہ :۔ جو لوگ کافر ہیں وہ آج تمہارے دین کو نقصان پہنچانے سے ناامید ہو گئے ہیں۔ اس لئے تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے (فائدہ) کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

……………………

قرآن کریم کی یہ آیت بالکل منفرد مقام کی حامل ہے۔ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اب شریعت کی تکمیل کر دی اور تمام ہدایات جو انسان کے لئے ضروری تھیں، وہ مکمل اور مفصل رنگ میں بیان کر دیں۔

یہ آیت بروز جمعہ نماز عصر و مغرب کے درمیان میدان عرفات میں واقع جبل رحمت کے مقام پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ آنحضور ﷺ اس آیت کے نزول کے بعد 81 دن حیات رہے۔ صحیح بخاری کتاب نمبر 64 اور حدیث نمبر 64 میں یوں درج ہے:

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ چند یہودیوں نے یہ تبصرہ کیا کہ اگر یہ آیت ہم پر پڑھی جاتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے یہ دریافت کیا کہ کون سی آیت؟ تو انہوں نے جواب دیا ''آج ہم تمہارے فائدے کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے''۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آنحضرت ﷺ میدان عرفات میں مقیم تھے۔

پہلی کہانی

اب اصل کہانی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس خاتون (Ann Collins Osman) کا یہ جملہ ہرگز فراموش نہیں کیا جاسکتا جس میں انہوں نے لکھا کہ میں خدا سے براہ راست ہدایت کی طالب ہوں۔ ان کی تحریر کردہ کہانی کا مفہوم ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اپنی کہانی کا عنوان وہ یہ دیتی ہیں '' کیا میں براہ راست خدا کے پاس جاسکتی ہوں؟''

اگرچہ یہ عیسائی خاندان میں پیدا ہوئیں اور اپنے والدین کی طرح بہت مذہبی تھیں۔ کہتی ہیں کہ ''میری سالگرہ پر میری خالہ نے مجھے بائبل بطور تحفہ دی۔ ایک دفعہ میں نے اپنے والدین سے دعا کی کتاب طلب کی''۔ جونیئر ہائی اسکول میں انہوں نے باقاعدہ بائبل کلاسز لیں۔ ان کا کہنا ہے کہ متعدد مرتبہ فلسفہ تثلیث کے بارے میں سوالات اٹھائے جن کا کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا۔ کالج میں ایک مسلمان نے مجھ سے چرچ کی تفصیلات اور عبادات کی کُنہ معلوم کرنے کے لئے سوالات کئے اور مجھے ان کے جواب نہیں آتے تھے۔

اسی دوران مجھے قرآن کریم کا ایک نسخہ مل گیا۔ میں نے سوچا کہ عیسائی مذہب میری تشفی نہیں کرسکا۔ میں نے قرآن کریم کا مطالعہ جاری رکھا۔

میں ٹی وی پر مسلمانوں کو نماز ادا کرتے دیکھتی اور کوشش کرتی تھی کہ ان کی نقل کروں۔ بالآخر قرآن کریم کی سورۃ مائدہ کی یہ آیت سامنے آئی جس میں لکھا تھا:

''ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کرلیا ہے۔''

وہ لکھتی ہیں کہ میری خوشی کے آنسو تھمتے ہی نہ تھے۔ مجھے یقین تھا کائنات کی تخلیق سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے قرآن کریم لکھ رکھا تھا۔ اللہ کو علم تھا کہ Ann Collins in New York اس آیت کو پڑھے گی اور مئی 1986ء میں اس کو پڑھ کر نجات حاصل کرے گی۔

اس طور پر اس خاتون نے تشہد پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔

(https://wechooseislam.wordpress.com/2006/12/25/could-i-deal-with-god-directly-by-hayat-anne-collins-osman/)

……………………

دوسری کہانی

ڈاکٹر کوری براؤن کا قبول اسلام

قرآن کریم کی نازل شدہ یہ آخری آیت جس طرح Ann Hayat Collins کے داخل اسلام کا موجب بنی۔ اسی طرح اس امریکن ڈاکٹر کوری براؤن کی ہدایت کا موجب بنی جو زندگی کے متعدد مسائل میں گرفتار اپنے رب سے ہدایت کی التجا کر رہے تھے۔

اس مقصد کے لئے انہوں نے بطور Catholic پوری توجہ سے بائبل کا مطالعہ کیا اور ہدایت کے منتظر رہے۔ انہیں بائبل کے اوراق میں سابقہ تاریخ اور دیرینہ قصوں سے زیادہ کچھ نہیں۔ تاہم انہوں نے اپنے خالق سے دعا جاری رکھی۔ بالآخر انہیں قرآن کریم کا ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ انہوں نے اسے کھولا تو سورہ مائدہ کی آیت نمبر 4 ان کے سامنے تھی۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''آج میں نے تمہارے فائدہ کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔''

یہ پڑھ کر ان کو ایسا لگا کہ ان کی مراد بر آگئی اور وہ اپنے گھر کے تہ خانے میں گئے اور خاموشی اور علیحدگی میں اسلام قبول کرلیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ان کا اتفاق قریب کی مسجد میں جانے کا ہوا۔ وہاں ایک مسلمان نے ان کو بتایا کہ علیحدگی میں کی ہوئی شہادت کافی نہیں بلکہ انہیں سب کے سامنے امام کی موجودگی میں کلمہ شہادت دہرانا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے تقریباً سو افراد کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھا اور اس طور پر اسلام میں داخل ہو گئے۔ ان کی یہ داستان Youtube میں ریکارڈ ہے جس کا لنک درج ذیل ہے۔

(https://www.youtube.com/watch?v=TcL3m3oxe1w)

……………… (باقی آئندہ)

بقیہ: نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 2

آپ جلنے کی وجہ سے 68 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں محمد یوسف صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، خدمت کا جذبہ رکھنے والی بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔

8۔ مکرم ملک عبدالمومن صاحب (راولپنڈی)

17 مارچ 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد اور دادا کے ذریعہ سے ہوا۔ مرحوم بڑے مہمان نواز، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ والدین سے بڑی محبت رکھتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں سے بڑا شغف تھا اور ہمہ وقت درود شریف کا ورد کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔ آپ مکرم محمد محسن اعوان صاحب (کارکن حفاظت خاص یُوکے) کے ماموں تھے۔

9۔ مکرم راؤ زاہد افضال صاحب (کارکن حفاظت خاص ربوہ)

21 مارچ 2018ء کو 42 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے ذریعہ ہوا جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحوم نہایت ملنسار، خدمت کا جذبہ رکھنے والے، خوش اخلاق اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کو ڈیڑھ ماہ قبل بلڈ کینسر کی تشخیص ہوئی، بڑی ہمت سے بیماری کا مقابلہ کیا اور دوسروں کو بھی حوصلہ دلاتے رہے۔ سب کا خیال رکھنے والے، بہت اچھے باپ اور خاوند تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

10۔ مکرم منور احمد صاحب (اوکاڑہ)

یکم اپریل 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بڑے اچھے اخلاق کے مالک، غریب پرور، خدمت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ جب تک چلنے پھرنے کی طاقت تھی باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ بڑی باقاعدگی سے چندہ ادا کرنے والے تھے۔ آپ نے مقامی طور پر صدر جماعت کے علاوہ زعیم انصاراللہ اور سیکرٹری وصیت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

11۔ مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب (حیدرآباد سندھ۔ حال کینیڈا)

4 اپریل 2018ء کو لمبی علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، بے حد مہمان نواز، ملنسار، مخلص، ہمدرد اور شفیق انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور وفا کا تعلق تھا۔ حیدرآباد کی جماعت میں 35 سال تک مختلف شعبوں میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب لندن ہجرت فرمائی تو آپ کو کچھ عرصہ عملہ حفاظت میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ اپنی آخری بیماری سے پہلے تک وقتاً فوقتاً لندن آ کر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

12۔ مکرم بشارت احمد صاحب ابن مکرم عثمان غنی صاحب (چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ۔ حال امریکہ)

15 مارچ 2018ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ خاموش طبع، مہمان نواز، بڑے مخلص اور خدمت گزار انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فراست عمر احمد صاحب کینیڈا جامعہ میں درجہ سادسہ کے طالب علم ہیں۔ اسی طرح آپ کے داماد مکرم مصور احمد صاحب واقف زندگی مربی ہیں جنہوں نے حال ہی میں جامعہ کینیڈا سے شاہد کی ڈگری حاصل کی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆…☆…☆

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے

10/ جون 1988ء کو دیا گیا

اَئِمَّةُ التکفیر کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج

اور اس کے عظیم الشان نتائج

نصیر احمد قمر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے رمضان المبارک 1988ء میں سورۃ آلِ عمران کی جن آیات کا درس ارشاد فرمایا ان میں ایک آیتِ مباہلہ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ (آل عمران 62) بھی تھی۔ اس درس کے دوران آپ نے مباہلہ سے متعلق اسلامی تعلیم کے اصول اور ان اصولوں کی روشنی میں مباہلہ کے طریقۂ کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

آپ خطبہ جمعہ فرمودہ 3 جون 1988ء میں فرماتے ہیں کہ:

''اسی درس کے دوران میری توجہ اس طرف پھیری گئی کہ چونکہ یہ احمدیت کی پہلی صدی کے آخری ایام ہیں اس لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو سو سال سے تکذیب کی جارہی ہے اور پہلی صدی کے اختتام پر مکذّبین کا شوروغوغا بہت بلند ہوگیا ہے اس لئے اس وقت اس تکذیب کا جواب مباہلہ کے چیلنج ہی کے ذریعے دینا مناسب ہوگا۔''

(خطباتِ طاہر جلد 7 صفحہ 387)

چنانچہ اسی خطبہ میں آپؒ نے اختصار کے ساتھ مباہلہ کے مضمون کے بعض اہم نکات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''مباہلہ محض غلط بات پر ایمان رکھنے والوں سے نہیں کیا جارہا بلکہ ایسے غلط ایمان رکھنے والوں سے کیا جارہا ہے جو جھوٹے ہیں۔ جو جانتے ہیں کہ ان کے ایمان کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے۔ جو واضح طور پر آنکھیں کھول کر خدا پر افترا کرنے والے ہیں۔ پس ایسا مُکذّب جو بے حیا ہو چکا ہو، ایسا مُکذّب جس پر بسا اوقات یہ بات واضح ہو چکی ہو کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور بالارادہ تکذیب سے باز نہ آئے اُس مُکذّب کو دعوتِ مباہلہ ہے اور اس مباہلہ میں دو فریق ہوتے ہیں۔۔۔''

''مباہلہ میں ایک طرف سے خدا کی طرف سے ہونے کے دعویدار کا ہونا ضروری ہے اور دوسری طرف اُس دعویدار کی تکذیب کرنے والوں کا ہونا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں مباہلہ کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے سوا اَور کوئی مفہوم نہیں ہے۔۔۔''

''قرآن کریم نے جو مباہلہ کا نقشہ کھینچا ہے اس نقشہ کی رُو سے جب بھی حالات ملتے جلتے دکھائی دیں اُس وقت ۔۔۔مباہلہ کا اختیار ہو جاتا ہے۔۔ تو دونوں طرف راہنما ہونے چاہئیں۔ معزز راہنما ہونے چاہئیں جن کے پیچھے پوری قوم ہو اور معاملہ کسی خدا کی طرف سے ظاہر ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی سچائی کا معاملہ ہو اور ایک قوم اُسے جھٹلا رہی ہو اور دوسری اُس کو ماننے والی اُس کی تائید میں دل و جان کے نذرانے پیش کرنے کے لئے حاضر ہو رہی ہو اور اپنا سب کچھ داؤ پہ لگانے کے لئے تیار ہو۔''

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''آج کل کے اس دَور میں جبکہ بدقسمتی سے پاکستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کا اس دَور میں جھنڈا اٹھالیا ہے اور پاکستان کے بدنصیب سربراہ نے جو پہلے ڈکٹیٹر کے طور پر ظاہر ہوئے پھر اس کے بعد صدر کا چولہ پہنا۔۔۔ وہ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اور ان کے ساتھ بعض علماء نے جو حاشیہ بردار ہیں انہوں نے بھی بدزبانی اور بدکلامی کی حد کردی ہے۔۔۔''

''مَیں نے کئی طریق سے اس قوم کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اپنی حیثیت اور اپنے مقام کو سمجھو۔ بے وجہ ایسے معاملات میں دخل نہ دو جن کے نتیجہ میں تم خود اپنی ہلاکت کو دعوت دینے والے ثابت ہوگے اور ادب کی زبان اختیار کرو۔ اگر تمہیں ایک دعویدار کے دعویٰ کی سچائی پر ایمان نہیں ہے تو خاموشی اختیار کرو۔ اور یا انکار کرنا ہے تو انکار میں بھی ادب کا پہلو ہاتھ سے نہ جانے دو۔''

آپؒ نے فرمایا:

''مختلف رنگ میں جس حد تک بھی خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی گزشتہ چند سال مسلسل اس قوم کو اور تکذیب کے راہنماؤں اور ائمہ کو نیک نصیحت کے ذریعہ قرآن کریم کی زبان میں سمجھانے کی کوشش کرتا رہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری آوازیں بہرے کانوں پر پڑتی رہی ہیں۔۔۔ کسی نے ان نصیحتوں کی طرف توجہ نہ دی اور مسلسل یہ لوگ تکذیب اور شرارت میں اور ایذا رسانی میں بڑھتے چلے گئے۔

پس اس وقت یہ مناسب ہے کہ اس صدی کے اختتام سے پہلے اس قوم کو قرآن کی زبان میں مباہلہ کی طرف بلایا جائے۔۔۔ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں اربابِ پاکستان نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہے کہ احمدیت کے خلاف ہر قسم کی ہرزہ سرائی کو کھلی چھٹی ہے، ہر قسم کا گندہ اور فساد والا لٹریچر اور دروغ اور افتراء پر مبنی لٹریچر کھلے عام شائع کیا جارہا ہے، کثرت کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ ملک میں ہی نہیں بلکہ غیر ملکوں میں بھی حکومت کے خرچ پر یا حکومت کے ظاہری خرچ پر نہیں تو مخفی خرچ پر امداد کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے، مختلف زبانوں میں اس کے تراجم کئے جارہے ہیں۔۔۔۔ اس لئے اب سمجھانے کا وقت گزر چکا ہے۔

دوسرا یہ کہ احمدیت کی طرف سے جب جوابی لٹریچر شائع کیا جاتا ہے تو شائع کرنے والوں اور تقسیم کرنے والوں کو قید کرلیا جاتا ہے، اُس لٹریچر کو ضبط کرلیا جاتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں سینکڑوں احمدی رسائل اور اخبارات اور اشتہارات ضبط کئے گئے اور سینکڑوں احمدی نوجوانوں کو اس جرم کے ارتکاب میں قید کرلیا گیا۔۔۔۔''

''۔۔۔اس کے بعد لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اب تمہارے اور ہمارے درمیان حجت کی کوئی بات باقی نہیں رہی۔ جب یہ حالت پہنچ جائے تو اس کے بعد مباہلہ کے سوا چارہ کوئی نہیں رہتا۔ چونکہ اصل دعویٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ (ہے)۔۔۔ بگر اس حیثیت میں کہ ہمیں بھی اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے اپنے جان و مال اور عزتوں کو پیش کرنے کے لئے بلایا جارہا ہے۔ اس حیثیت سے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباہلہ کی آواز کو آج پھر اٹھاتا ہوں۔''

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 388 تا 395)

اسی طرح آپ نے 10/ جون 1988ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''گزشتہ چند سالوں میں جماعت احمدیہ کے معاندین اور مخالفین اور مکذّبین نے، خصوصاً علماء کے اُس گروہ نے جو ائمۃ التکفیر کہلانے کے مستحق ہیں ظلم اور افتراء اور تکذیب اور استہزاء اور تخفیف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل کرنے کی کوشش میں تمام حدیں توڑ دیں ہیں اور انسانی تصور میں جتنی بھی حدیں ممکن ہیں شرافت اور نجابت کی، اُن سب سے تجاوز کرگئے ہیں۔ اور مسلسل پاکستان میں ہر روز کوئی نہ کوئی جھوٹ اور افتراء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت پر گھڑا جاتا ہے اور علی الاعلان کھلے بندوں اُس کذب اور افتراء کا کثرت کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے اور تشہیر کی جاتی ہے۔ کوئی ان کو روکنے والا بظاہر نہیں۔ ان شریروں کی مدد پر حکومت بھی کھڑی ہے اور دوسرے صاحب استطاعت اور صاحبِ اقتدار لوگ بھی ان کی پُشت پناہی کررہے ہیں۔ عوام الناس کی اکثریت شریف ہے مگر شرافت کی زبان گونگی اور کمزور ہے اور ان کو جرأت اور حوصلہ نہیں کہ اس کِذب و افتراء اور تعدّی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرسکیں کجا یہ کہ سینہ سپر ہو کر اس کی راہ روک دیں۔

یہ معاملہ اب اس قدر حد سے تجاوز کرچکا ہے اور اس طرح جماعت احمدیہ کے سینے چھلنی ہیں اور اس طرح ان کی روحیں اس کِذب و افتراء کی تعفّن سے بیزار ہیں اور متلا رہی ہیں اور اس طرح اپنی بے بسی پر وہ خدا کے حضور گریہ کُناں ہیں اور کوئی دنیا کے لحاظ سے ان کی پیش نہیں جاتی۔ ان کے دلوں کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مصرعہ کی مصداق ہے کہ

حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے

پس اب ظلم کی اس انتہا کے بعد باوجود اس کے کہ بار بار اس قوم کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی۔ اب مَیں مجبور ہوگیا ہوں کہ مکفّرین اور مُکذّبین اور ان کے سربراہوں اور ان کے ائمہ کو قرآن کریم کے الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج دوں یا کہنا چاہئے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حق و صداقت میں امتیاز پیدا کرنے کی خاطر مباہلہ کا چیلنج دوں۔۔۔''۔

''۔۔۔ یہ معاملہ اس حال کو پہنچ چکا ہے اور جماعت احمدیہ کی پہلی صدی بھی جو کہ اختتام کو پہنچ رہی ہے اس لئے تمام احمدیوں کے دکھ اور بے قراری اور مسلسل صبر کی آہوں سے مجبور ہو کر اب مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے ان سارے مُکفّرین، مُکذّبین افتراء کرنے والے ائمۃ التکفیر کو مباہلہ کا چیلنج دوں اور پاکستان کے عوام النّاس سے درخواست کروں کہ آپ ان کی تائید میں آمین کہنے والے نہ بنیں ورنہ خدا کی پکڑ آپ پر بھی نازل ہوگی۔۔۔ اور آپ اس سے بچ نہیں سکیں گے۔۔۔ لیکن مَیں یہ بتاتا ہوں کہ وہ ائمہ تکفیر جو جسارت کے ساتھ اس مباہلہ کے چیلنج کو قبول کریں گے مجھے خدا کی غیرت سے، اس کی حمیّت سے توقع ہے کہ وہ ان کے خلاف اور جماعت احمدیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے حق میں عظیم الشان نشان دکھائے گا۔''

(خطباتِ طاہر شائع کردہ طاہر فاؤنڈیشن ربوہ جلد 7 صفحہ 409 تا 420)

حضور رحمہ اللہ نے اس خطبہ جمعہ میں پاکستان کے اخبارات میں شائع ہونے والے بیانات اور حکومت کے سربراہوں اور صاحب اقتدار لوگوں کی تقریروں اور ٹیلی وژن کے ذریعہ کئے جانے والے اعلانات میں سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ پر باندھے جانے والے افتراؤں کا ذکر کر کے جھوٹوں پر خدا کی لعنت ڈالی۔

....

ذیل میں مباہلہ کے اس چیلنج کا مکمل متن درج کیا جاتا ہے جو باقاعدہ طور پر طبع کروانے کے بعد بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق اور اسی طرح بعض دیگر معاندین، مکفّرین و مکذّبین کو بھجوایا گیا۔ اور پاکستان میں بالخصوص اور دنیا کے تمام ممالک میں بھی اس کی کثرت سے اشاعت کی گئی۔

....

''جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفّرین اور مکذّبین کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب سے حکومتِ پاکستان نے جماعتِ احمدیہ کا یہ بنیادی مذہبی اور انسانی حق غصب کیا ہے کہ وہ اپنے دعاوی اور ایمان کے مطابق اسلام کو اپنا مذہب قرار دے اس وقت سے حکومت پاکستان کی سرپرستی میں مسلسل جماعتِ احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹے اور شرّ انگیز پراپیگنڈہ کی ایک عالمگیر مہم جاری ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے احمدیت کو قادیانیت اور مرزائیت کے فرضی ناموں سے پکارا جارہا ہے۔ اسی طرح ایک فرضی مذہب بنا کر جماعتِ احمدیہ کی طرف منسوب کیا جارہا ہے جو ہرگز جماعتِ احمدیہ کا مذہب نہیں۔

کِذب و افتراء کی اس عالمی مہم کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

اوّل:۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ذات کو ہر قسم کے ناپاک حملوں کا نشانہ بنانا، آپ کے تمام دعاوی کی تکذیب کرنا، آپ کو مفتری اور خدا پر جھوٹ بولنے والا، دجّال اور فریبی قرار دینا اور آپ کی طرف ایسے فرضی عقائد منسوب کرنا جو ہرگز آپ کے عقائد نہیں تھے۔

دوسرا پہلو آپ کی قائم کردہ جماعت پر سراسر جھوٹے الزامات لگانے اور اس کے خلاف شر انگیز پراپیگنڈہ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مسلسل جماعتِ احمدیہ کی طرف ایسے عقیدے منسوب کئے جارہے ہیں جو ہرگز جماعتِ احمدیہ کے عقائد نہیں۔ اسی طرح جماعتِ احمدیہ اور امام جماعتِ احمدیہ کو سراسر ظلم اور تعدّی کی راہ سے بعض نہایت سنگین جرائم کا مرتکب قرار دے کر پاکستان اور بیرونی دنیا میں بدنام کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔

یہ جھگڑا بہت طُول پکڑ گیا ہے اور سراسر یکطرفہ مظالم کا یہ سلسلہ بند ہونے میں نہیں آرہا۔ جماعتِ احمدیہ

نے ہر لحاظ سے صبر کا نمونہ دکھایا اور محض لِلّٰہ ان یکطرفہ مظالم کو مسلسل حوصلے سے برداشت کیا اور جہاں تک ظالموں کو سمجھانے کا تعلق ہے، ہر پُرامن ذریعہ کو اختیار کرتے ہوئے معاندین و مکذّبین کے ائمّہ کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش کی اور ایسی حرکتوں کے عواقب سے متنبّہ کیا اور خوب کھلے لفظوں میں باخبر کیا کہ تم یہ ظلم محض جماعتِ احمدیہ پر نہیں بلکہ عالمِ اسلام اور خصوصیت سے پاکستان کے عوام پر کر رہے ہو اور دھوکہ اور فریب سے ان کو ان مظالم میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا رہے ہو اور دن بدن جو نِت نئے مصائب پاکستان کے غریب عوام پر ٹوٹ رہے ہیں ان کے اصل ذمہ دار تم ہو اور یہ مصائب خدا تعالیٰ کی بڑھتی ہوئی ناراضگی کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن افسوس کہ ظلم کرنے والے ہاتھ رکنے کی بجائے ظلم وتعدّی میں مزید بڑھتے چلے گئے اور اب معاملہ اس حدّ تک پہنچ چکا ہے کہ جماعتِ احمدیہ اس ظلم کو مزید برداشت نہیں کرسکتی۔ لہٰذا ایک لمبے صبر اور غور وفکر اور دعاؤں کے بعد مَیں بحیثیت امام جماعتِ احمدیہ یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تمام مکذّبین اور معاندین کو جو عمدًا اس شرارت کے ذمّہ دار ہیں خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلّق رکھتے ہوں قرآنی تعلیم کے مطابق کھلّم کھلّا مباہلے کا چیلنج دوں اور اس قضیہ کو اس دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عدالت میں لے جاؤں کہ خدا تعالیٰ ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اپنی قہری تجلّی سے فرق کر کے دکھادے۔

ہم ان دونوں پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دو طریق پر مباہلہ کا چیلنج شائع کر رہے ہیں۔ ہر مکذّب، مکفّر کو کھلی دعوت ہے کہ مباہلہ کے جس چیلنج کو چاہے قبول کرے اور میدان میں نکلے تا کہ دنیا بھر کے سادہ لوح مسلمان یا ایسے علماء اور عوام النّاس جو احمدیت کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں رکھتے اور سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جماعت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے آسمانی فیصلہ کی روشنی میں سچّے اور جھوٹے کے درمیان تمیز اور تفریق کرسکیں۔

چیلنج نمبر 1

جہاں تک بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے سچے یا جھوٹے ہونے کا تعلق ہے، جنہوں نے امّتِ محمدیہ میں مبعوث ہونے والے مسیحِ موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا، ہمیں مباہلے کا کوئی نیا چیلنج پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں ہمیشہ کے لیے ایک کھلا چیلنج موجود ہے۔

ہم سب مکذّبین ومکفّرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس چیلنج کو غور سے پڑھ کر یہ فیصلہ کریں کہ کیا وہ اس کے عواقب سے باخبر ہو کر اس کو قبول کرنے کے لئے جرأت کے ساتھ تیار ہیں۔

آپ کے الفاظ میں وہ چیلنج حسبِ ذیل ہے۔

’’ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ہر ایک جو مکّار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٔ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اس کو میرا افتراء خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کِسی مذہب کا پابند ہو اس کو بہرحال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے... کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اُس نے اِس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افتراء ہے اور مَیں اُس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقینِ کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذابِ شدید نازل کر ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین۔

ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کے لئے یہ دروازہ کُھلا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 71، 72)

چونکہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں اور مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے والے کے سامنے آپ کی نمائندگی میں کسی فریق کا ہونا ضروری ہے اس لئے مَیں اور جماعتِ احمدیہ اس ذمہ داری کو پورے شرحِ صدر، انبساط اور کامل یقین کے ساتھ قبول کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

چیلنج نمبر 2

جماعتِ احمدیہ کے وہ تمام معاندین جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے خَلقِ خدا کو مسلسل یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ جسے وہ قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں حسبِ ذیل عقائد رکھتی ہے۔ ان کے نزدیک:

الف:۔ یہ جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی۔

- خدا تھے۔
- خدا کا بیٹا تھے۔
- خدا کا باپ تھے۔
- تمام انبیاء سے بشمول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم افضل اور برتر تھے۔
- ان کی وحی کے مقابلہ میں حدیثِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شَے نہیں۔
- ان کی عبادت کی جگہ مسجد عزت و احترام میں خانہ کعبہ کے برابر ہے۔
- قادیان کی سرزمین مکّہ مکرمہ کے ہم مرتبہ ہے۔
- قادیان سال میں ایک دفعہ جانا تمام گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے۔
- اور حج بیت اللہ کی بجائے قادیان کے جلسہ میں شمولیت ہی حج ہے۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سارے الزامات سراسر جھوٹے اور کھلم کھلا افتراء ہیں۔ ان مذکورہ عقائد میں سے ایک عقیدہ بھی جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ نہیں۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

ب:۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عمومی تکذیب کے علاوہ ان کی مقدّس ذات سے دنیا کو بالخصوص مسلمانوں کو متنفّر کرنے کے لئے حسبِ ذیل مکروہ الزامات بھی لگائے جا رہے ہیں کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے

- ختمِ نبوّت سے صریحی انکار کیا۔
- قرآنِ مجید میں لفظی ومعنوی تحریف کی۔
- روضۂ رسولؐ کی توہین کی اور اسے نہایت متعفّن اور حشرات الارض کی جگہ قرار دیا۔
- حضرت امام حسینؓ کی توہین کی اور ان کے ذکر کو گونہہ یعنی ٹٹّی کا ڈھیر قرار دیا۔
- جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کا مطالعہ کر کے دعویٰ نبوّت کیا۔
- انگریز کے ایماء پر اسلامی نظریۂ جہاد کو منسوخ کیا۔
- شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور نئی شریعت لے کر آئے اور قرآنِ کریم کے مقابل پر احمدیوں کی کتاب ’’تذکرہ‘‘ ہے جسے وہ قرآن کریم کے ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں۔

مَیں بحیثیت امام جماعتِ احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب الزامات بھی سراسر جھوٹے اور افتراء ہیں اور ان میں ایک بھی سچا نہیں۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

ج:۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات پر گندا چھالنے کی خاطر مزید یہ کہا گیا کہ

- وہ دھوکہ باز اور بے ایمان ہے۔
- انہیں گھر کا مال غبن کرنے کی پاداش میں والد نے گھر سے نکال دیا تھا۔
- ان کی اکثر پیشگوئیاں اور مبیّنہ وحیٔ الٰہی جھوٹ کا پلندہ ہیں۔
- انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو لاکھوں ایکڑ زمینیں دیں۔

مَیں جماعتِ احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں سراسر جھوٹ اور افتراء کا پلندہ ہیں۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

د:۔ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے علاہ جماعتِ احمدیہ پر جو دیگر عمومی الزامات لگائے جاتے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

- جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔
- ملّتِ اسلامیہ کی دشمن ہے۔
- عالَمِ اسلام کے لئے ایک سرطان ہے۔
- انگریزوں اور یہودیوں کی اسلام دشمن سازش ہے۔
- اسرائیل اور یہودیوں کی ایجنٹ ہے۔
- امریکہ کی ایجنٹ ہے۔
- اس جماعت اور روس میں خفیہ مذاکرات کے ذریعہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔
- نام نہاد اسرائیلی فوج کے اندر اس کا وجود ایک کُھلا راز ہے۔
- قادیانی شرپسندی کے لئے اسرائیل میں ٹریننگ لیتے ہیں۔
- چھ سو پاکستانی قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوگئے۔
- جرمنی میں چار ہزار قادیانی گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب باتیں سرتا پا جھوٹ ہیں اور جھوٹ کے سِوا کچھ نہیں۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

ر:۔ ان الزامات کے علاوہ حسبِ ذیل نہایت مکروہ الزام بھی جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں۔

- احمدیوں کا کلمہ الگ ہے اور مسلمانوں والا کلمہ نہیں۔
- جب احمدی مسلمانوں والا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ پڑھتے ہیں تو دھوکہ دینے کی خاطر پڑھتے ہیں اور محمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔
- احمدیوں کا خدا وہ خدا نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کا خدا ہے۔
- قادیانی جن ملائکہ پر ایمان لاتے ہیں وہ وہ ملائک نہیں جن کا قرآن وسنّت میں ذکر ملتا ہے۔
- قادیانیوں کے رسول بھی مختلف۔
- ان کی عبادت بھی اسلام سے مختلف۔
- ان کا حج بھی مختلف۔
- غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی عقائد میں قادیانیوں کے عقائد قرآن وسنّت سے جدا اور الگ ہیں۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ الزامات سراسر جھوٹ اور افتراء ہیں اور کوئی ایک بھی ان میں سے سچا نہیں۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

ز:۔ جہاں تک پاکستان میں قومی اور ملّی نقطۂ نگاہ سے احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا تعلق ہے، حسبِ ذیل پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔

- قادیانی عقیدہ کے مطابق پاکستان اللہ کی مرضی کے خلاف بنا ہے۔
- مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) نے پاکستان توڑنے کا عہد کیا تھا۔
- تمام قادیانی اکھنڈ ہندوستان کے متعلّق مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔
- لیاقت علی خاں کو ایک قادیانی نے قتل کیا تھا۔
- قادیانیوں نے ملک میں خانہ جنگی کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے۔
- قادیانی پاکستان کی سلامتی کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں۔
- ملک میں موجودہ بدامنی قادیانی سازش کا نتیجہ ہے۔
- کراچی کے ہنگاموں کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔
- کراچی میں قادیانیوں نے کرفیو کے دوران دکانیں جلائیں۔
- بادشاہی مسجد کا واقعہ (جس میں دیوبندیوں اور بریلویوں کی آپس میں لڑائی ہوئی) قادیانیوں کی سازش ہے۔
- قادیانیوں نے پانچ صد علماء کے قتل کا منصوبہ بنایا۔
- ملک میں بموں کے دھماکے، فرقہ واریت، لسانی تعصّبات اور تخریبی واقعات کے پیچھے قادیانی جماعت کا ہاتھ ہے۔
- اوجڑی کیمپ میں دھماکہ قادیانی افسروں نے کروایا ہے۔
- سانحہ راولپنڈی و اسلام آباد (اوجڑی کیمپ) سے دو روز قبل قادیانی اس علاقہ کو چھوڑ چکے تھے۔
- ربوہ میں روسی ساخت کا اسلحہ بھاری تعداد میں موجود ہے۔
- قادیانی ربوہ میں نوجوانوں کو روسی اسلحہ سے مسلّح کر کے ملک میں تخریب کاری کی تربیّت دے رہے ہیں۔
- قادیانی افسر نے ایٹمی راز چوری کر کے اسرائیل کو دیئے۔

مَیں بحیثیت سربراہ جماعت احمدیہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ تمام الزامات اوّل تا آخر جھوٹ اور افتراء کا پلندہ ہیں اور رتّی بھر صداقت نہیں۔

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

☆☆☆

س:۔ جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام یعنی اس عاجز کے متعلّق حسبِ ذیل پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ موجودہ امام جماعت احمدیہ

- اسلم قریشی نامی ایک شخص کے اغواء اور قتل میں ملوّث ہے۔
- غیر مسلم حکومتوں کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔
- فرضی نام اور فرضی پاسپورٹ پر مع اہل وعیال مُلک سے فرار ہوا۔
- لندن میں روسی سفیر سے طویل ملاقات کی۔
- نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کے ہمراہ اسرائیل کا دورہ کیا۔

مَیں بحیثیت امام جماعت احمدیہ یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ تمام الزامات کلّیۃً جھوٹے اور افتراء ہیں اور ان میں کوئی بھی صداقت نہیں۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

☆☆☆

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر معاندین احمدیّت کے مذکورہ بالا الزامات غلط ہیں اور احمدیّت وہ نہیں جو اوپر بیان کی گئی ہے تو پھر جماعتِ احمدیہ کے دعویٰ کے مطابق اس کے عقائد کیا ہیں؟

مَیں جماعتِ احمدیہ کی نمائندگی میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ الفاظ دہراتا ہوں جو احمدیّت کے عقائد پر کھلی کھلی روشنی ڈالتے ہیں۔ اور مخالفینِ احمدیّت کو پھر یہ واضح چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے وہ عقائد نہیں جو حسبِ ذیل تحریر میں بیان کئے گئے ہیں تو ان کے جھوٹا ہونے کا واشگاف اور کھلے کھلے الفاظ میں اعلان کریں اور لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کہیں۔

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآنِ شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اِباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآنِ شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیّات کو منہیّات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 523)

''مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کِس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دِل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحیدِ حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامِل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118، 119)

یہ ہے جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ اور مذہب اور یہ ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا وہ مقام جو اُن کا اصلی اور حقیقی مقام ہے۔ جو شخص بھی اس کے سوا کِسی اور مذہب کو جماعتِ احمدیہ کی طرف منسوب کرنے کی جسارت کرتا ہے وہ سراسر ظلم اور افتراء سے کام لیتا ہے۔ اور مَیں بحیثیتِ امام جماعت احمدیہ یہ دعوت دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مذکورہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد بھی اپنے معاندانہ مؤقف پر قائم رہے اور جماعت پر جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے تو ایسا شخص خواہ حکومتِ پاکستان سے تعلّق رکھتا ہو یا کِسی اور حکومت سے، رابطہ عالمِ اسلامی سے تعلّق رکھتا ہو یا علماء کے کِسی گروہ سے، سیاسی جماعت سے تعلّق رکھتا ہو یا غیر سیاسی شخصیت ہو۔ غرضیکہ ہر وہ شخص جو کِسی گروہ کی نمائندگی کرتا ہو میرے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرے اور حسبِ ذیل دعا میں میرے ساتھ شریک ہو اور اپنے اہل وعیال، اپنے مَردوں اور عورتوں اور ان تمام متّبعین کو بھی اپنے ساتھ شریک کرے جو اس کی ہمنوائی کا دم بھرتے ہیں اور فریقِ ثانی بن کر مباہلہ کے اس چیلنج پر دستخط کرے اور اس کا اعلانِ عام کرے اور پھر ہر ممکنہ ذریعہ سے اس کی تشہیر کرے۔

اے قادر وتوانا، عالم الغیبِ والشہادۃ خدا! ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو ابھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما۔ اس کی ساری مصیبتیں دُور کر۔ اس کی سچائی کو ساری دنیا پر روشن کر دے۔ اس کو برکت پر برکت دے اور اس کی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے، مرد وعورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچا تقویٰ نصیب فرما اور دن بدن اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تا کہ دنیا خوب دیکھ لے کہ تُو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور ان کی پُشت پناہی میں کھڑا ہے۔ اور ان کے اعمال، ان کی خصلتوں اور اٹھنے اور بیٹھنے اور اسلوبِ زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔ اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذلّت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلّیوں کا نشانہ بنا اور اس طَور سے ان کو اپنے عذاب کی چکّی میں پِیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکروفریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں۔ اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہلِ بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔ (آمین یارب العالمین)

ہم ہیں

فریق اوّل	فریق ثانی
(امام جماعت احمدیہ عالمگیر دنیا بھر کے احمدی مرد و زن چھوٹے بڑے کی نمائندگی میں) مرزا طاہر احمد ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر۔ جمعۃ المبارک 10 رجون 1988ء	بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے وہ تمام مکفّرین ومکذّبین جو پوری شرحِ صدر اور ذمّہ داری کے ساتھ عواقب سے باخبر ہو کر اس مباہلہ کا فریقِ ثانی بننا منظور کرتے ہیں۔

........................(باقی آئندہ)

اس شہر میں قیام کیا تھا مسیحؑ نے

(سیالکوٹ میں احمدیہ مسجد کے انہدام کے سانحہ پر)

مسجد کے واقعہ پہ ہر اک بے قرار تھا
رد عمل ہمارا یہ بے اختیار تھا

اس شہر میں قیام کیا تھا مسیحؑ نے
اس کے گلیوں کوچوں سے حضرتؑ کو پیار تھا

سیالکوٹ شہر میں ٹوٹا ہے جو ستم
یہ واقعہ درندگی کا شاہکار تھا

سو سال سے تھی شان سے مسجد یہاں کھڑی
مُلّاں کے دل میں دیکھ کے اس کو غبار تھا

شب خون مارا اور اسے مسمار کر دیا
ملبے کا ڈھیر اس کا ہر گنبد منار تھا

یہ خشت و خاک توڑ کے سوچو تو جاہلو
کتنا گرے ہو کن میں تمہارا شمار تھا

مسجد کا توڑنا ہوا کارِ ثواب اب
ان تاجرانِ دیں کا یہی کاروبار تھا

دل کھول کر بہائے ہیں سجدوں میں رات کو
اپنا تو آنسوؤں پہ ہی بس اختیار تھا

پہلے بھی ابرہہ اٹھے۔ نابود ہو گئے
کاری بہت شبینہ دعاؤں کا وار تھا

کوئی بھی ترشی کر نہ سکی ہم کو بد مزا
ہم کو تو سچے عشق کا گہرا خمار تھا

تم تو خدا نہیں ہو جو کرتے ہو فیصلے
ایماں کے فیصلے کا کسے اختیار تھا

دنیا میں ہر جگہ پہ بنائیں گے مسجدیں
تقویٰ سے اپنی خوب سجائیں گے مسجدیں

(امۃ الباری ناصر)

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ 18

مل گئی۔ دراصل مکرم شیخ صاحب کی یادداشت حیران کُن حد تک تھی۔ مکرم رانا تصوّر احمد صاحب (صدر محلہ) نے بتایا کہ مرحوم کو ساٹھ اور ستّر کی دہائیوں میں ربوہ کی تمام کاروں کی نمبر پلیٹیں ازبر تھیں۔ مرحوم کے برادر نسبتی مکرم عبدالحیٔ صاحب ایڈووکیٹ نے بتایا کہ مرحوم کے پاس ٹیلیفون ڈائریکٹری کبھی نہیں رہی۔ سب ضروری نمبر اُنہیں زبانی یاد تھے۔ ایک دلچسپ واقعہ یوں ہے کہ جب وہ نوابشاہ میں مربی سلسلہ تھے تو وہاں ایک خادم کا موٹر سائیکل چوری ہوگیا۔ اُنہی دنوں محترم شیخ صاحب کسی علاقہ میں گئے تو وہاں انہوں نے چوری شدہ موٹر سائیکل دیکھی اور فوراً پہچان لی کیونکہ اس کا نمبر انہیں زبانی یاد تھا۔ چنانچہ وہ موٹر سائیکل بازیاب ہوگئی۔

محترم شیخ محمد نعیم صاحب ایک متموّل گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد محترم شیخ محمد اسلم صاحب ٹرانسپورٹر تھے اور دنیاپور اور ملتان کے درمیان اُن کی کئی بسیں چلتی تھیں۔ لیکن 1974ء میں مخالفین نے اُن کی کئی بسوں کو آگ لگادی۔ بہرحال اس گھرانہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس نقصان کو برداشت کیا اور اخلاص و وفا میں اَور بھی بڑھ گئے۔

محترم شیخ صاحب چندوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ ضرورتمندوں پر کھلے دل سے خرچ کرتے۔ ایک بار کسی نے مجھے ایک لفافہ میں کچھ رقم بھجوائی اور لفافہ کے اوپر لکھ دیا کہ کتنی رقم ہے۔ یہ لفافہ انہوں نے محترم شیخ صاحب کو دیا جنہوں نے بعد ازاں مجھے دیتے ہوئے کہا کہ رقم گِن لیں۔ رقم گنی تو ایک ہزار روپے کم تھے۔ محترم شیخ صاحب نے اپنی اخلاقی ذمہ داری اور وضعداری نبھاتے ہوئے اپنی جیب سے ایک ہزار روپیہ دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ رقم لیتے وقت اُنہیں گِن لینی چاہیئے تھی۔ لیکن چونکہ سارا معاملہ میرے سامنے تھا اس لئے اصرار کر کے اُن کے پیسے اُنہیں واپس دیئے۔

...❀...❀...❀...

بقیہ: رمضان المبارک۔تزکیہ نفس کا مہینہ
.........................از صفحہ نمبر 10

باطنی پاکیزگی روحانی ترقی اور اعلیٰ کمالات و اعلیٰ تزکیہ نفس کے لئے درود کا کثرت سے پڑھنا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا کرو۔ پھر قرآن کریم میں ارشاد ہوا ھُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَ کَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا (الاحزاب آیت 44) یعنی وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں تا کہ (اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ) وہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اندھیروں سے نور کی طرف لے جانا ہی تزکیہ نفس ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا ہی فرماتا ہے اِبۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ یعنی اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ اختیار کرو۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کی دو سقّے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ یعنی یہ اس بات کی وجہ ہے کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 131 حاشیہ)

پس رمضان المبارک میں خاص طور پر بہت کثرت سے درود شریف پڑھیں اور اس التجا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نفس کے سارے اندھیروں کو دور کر دے اور اپنے نور کی شعاؤں سے اسے منور کر دے اور اس کو اپنے پیار سے ہمیشہ بھر دے۔

تزکیہ نفس کے لئے صحبت صالحین کا بھی تاکیدی حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''تیسرا پہلو حصول نجات اور تقویٰ کا صادقوں کی معیت ہے۔ جس کا حکم قرآن شریف میں ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ یعنی اکیلے نہ رہو کہ اس حالت میں شیطان کا داؤ انسان پر ہوتا ہے بلکہ صادقوں کی معیت اختیار کرو اور ان کی جمعیت میں رہو تا کہ ان کے انوار و برکات کا پرتو تم پر پڑتا رہے۔ اور خانۂ قلب کے ہر ایک خس و خاشاک کو محبت الٰہی کی آگ سے جلا کر نور الٰہی سے بھر دے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 207 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ''تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 463۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

مزید فرمایا: ''اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، علمی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں اُن کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ یعنی ایمان والو تقوی اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاح نفس کے لئے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔''

فرمایا: ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو دنیا میں بھیجا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں وہ لوگ تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص اُن میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی اُن میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَا یَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت کے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بد نصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 249۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

صحبت صالحین کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نماز با جماعت کا حکم فرمایا ہے تا ہم روزانہ پانچ مرتبہ صالحین کی صحبت کی برکتوں سے مستفید ہو سکیں۔ پھر ضروری ہے کہ ہم جماعت کی تقاریب اور مجالس میں کثرت سے شامل ہوں اور اس نیت کے ساتھ شامل ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفس کی کمزوریوں کو دور کر دے اور ہمیں ہر لحاظ سے پاک و طیب بنا دے۔ تزکیہ نفس کے لئے سب سے بڑی نعمت خلیفۂ وقت کا قرب ہے۔ خلیفۂ وقت اپنے زمانہ کا سب سے بڑا صادق ہوتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس کی مجالس میں شامل ہونا آپ کے پیچھے نمازیں ادا کرنا آپ کے ارشادات کو توجہ سے سننا اور اُن پر صدق سے عمل کرنا حضور کے ساتھ خطوط کے ذریعہ ایک والہانہ تعلق رکھنا تزکیہ نفس کے لئے عظیم نعمتیں ہیں۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا بھی تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىہَا جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اور خائب و خاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں حدہ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے۔ اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بُغض حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہونا چاہئے۔۔۔لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہو گا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔''

''تزکیہ نفس اسے کہتے ہیں کہ خالق اور مخلوق دونوں طرف کے حقوق کی رعایت کرنے والا ہو۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 72 تا 73۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تزکیہ نفس کے لئے ظاہری صفائی بھی بہت اہم ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''پھر تزکیہ سے ظاہری صفائی بھی مراد ہے جیسا کی حدیثوں میں آیا ہے کہ راستہ میں کوئی گند نہ پھینکا جائے۔۔۔اسی طرح وضو کرنا، جمعہ کے دن نہانا بدن اور لباس کی مَیل دور کرنا، ناک کان اور بالوں کی صفائی کرنا اور ناخنوں کے اندر میل نہ جمنے دینا یہ تمام امور یُزَکِّیۡھِمۡ میں شامل ہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص بُو دار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ پھر قلبی صفائی ہے اس کے متعلق بھی اسلام اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا حامل ہے۔ اخلاقی تعلیم ہے اس کے متعلق بھی اسلام نے بڑا زور دیا ہے اور کہا ہے کہ غیبت نہ کرو چغلی نہ کرو دوسروں پر ظلم نہ کرو تجارتی بد دیانتی نہ کرو۔ حساب کتاب صاف رکھو لین دین کے معاملات تحریر میں لے آیا کرو۔ سود نہ لو قرض دو تو لکھ لیا کرو قرض لو تو مقررہ وقت کے اندر ادا کرو۔ غرض تزکیہ نفوس کے لئے تمام ضروری احکام اور ان کی تفصیلات قرآن کریم نے بیان کر دی ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 194 تا 195)

تزکیہ نفس کے لئے خیالات کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ۔۔۔تزکیہ نفس کے لئے خیالات کی پاکیزگی بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ بے شک خیالات کو کلّی طور پر پاک کرنا تو ہر انسان کے لئے ناممکن ہے لیکن اگر کوئی بُرا خیال پیدا ہو تو اُسے اپنے دل سے نکال دینا تو ہر انسان کے لئے ممکن ہے۔۔۔تزکیہ نفس کی بنیاد انسانی قلب کی صفائی پر ہے اور اس کی اہمیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔۔۔انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ تندرست ہوتا ہے تو سارا جسم تندرست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا غور سے سنو کہ وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔

پس اسلام میں پاکیزگی اس کا نام نہیں کہ صرف زبان پر اچھی باتیں ہوں یا اعمال تو اچھے ہوں اور دل میں برائی ہو بلکہ اسلام میں اصل پاکیزگی دل کی سمجھی جاتی ہے جو انسان اپنے دل کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہرگز پاک نہیں۔ ایک شخص اگر قطعًا کوئی گناہ نہ کرے مگر اس کے دل میں گناہ اور برائی سے اُلفت ہو اور گناہ کے ذکر میں اسے لذّت محسوس ہو تو وہ نیک اور پاک نہیں کہلائے گا۔ جب تک کہ اس کے دل میں بھی یہ بات نہ ہو کہ اسے گناہوں میں ملوّث نہیں ہونا چاہئے۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 652 تا 653)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''1899ء کا ذکر ہے۔ عاجز ان دونوں لاہور میں ملازم تھا کہ رخصت کی تقریب پر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا ''قرآن شریف میں آیا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دُور کرنے چاہئیں اور جو راہ پر چل رہا ہے اُس سے راستہ پوچھنا چاہیے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہئے۔ جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املاء درست نہیں ہوتا ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ ورنہ بہک جاتا ہے۔'' (ذکر حبیب صفحہ 187)

رمضان المبارک خصوصی دعاؤں کا مہینہ ہے اور اس کے ساتھ اپنے ذاتی محاسبہ کا مہینہ بھی اور اپنے نفس کی درستی اور پاکیزگی کے لئے جہاد کا مہینہ بھی۔ اپنی دعاؤں کے ساتھ اُن دعاؤں کو بھی ضرور شامل کر لینا چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھلائی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تزکیۂ نفس کے لئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو خاص دعائیں سکھلاتا ہے کیونکہ دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھتا ہے اور دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اس کی قدرتوں پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ دعا جو اللہ تعالیٰ خود سکھائے اس کی قبولیت میں تو کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارے مومن بندے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے ہیں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا اے ہمارے رب! اگر ہم کبھی بھول جائیں یا کوئی خطا ہم سے سرزد ہو جائے تو ہمیں سزا نہ دیجیو بلکہ ہم سے رحم اور عفو کا سلوک کیجیو۔ بھول جانے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کام کرنا ضروری ہو مگر نہ کیا جائے اور خطا کے یہ معنی ہیں کہ کام تو کیا جائے مگر غلط کیا جائے۔۔۔ پھر فرماتا ہے رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا یعنی مومن یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم پر اس طرح ذمہ دار نہ ڈالیو جس طرح تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں ڈالی تھی۔ اِصۡرًا ایک ایک معنی چونکہ گناہ کے ہیں اس لئے اس دعا کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اے خدا تو ہم پر اس طرح گناہ نہ ڈال جس طرح تو نے پہلے قوموں پر ڈالا۔ یعنی ہمیں ان اعمال سے اپنے فضل سے محفوظ رکھ جن کے نتیجہ میں ہماری طرف گناہ منسوب ہوں۔۔۔ پھر فرمایا وَاعۡفُ عَنَّا اے خدا ہم سے عفو کر۔۔۔ وَاغۡفِرۡ لَنَا اور جو غلط کام ہم کر چکے ہیں اُن کے خمیازہ سے ہمیں بچا لے۔۔۔ وَارۡحَمۡنَا پھر اس کام کے نتیجہ میں ہم سے جو اور غلطیاں ہوئی ہیں اور جن ترقیات کے حصول میں روک واقع ہو گئی ہے اُن غلطیوں کے متعلق بھی ہم پر رحم فرما۔۔۔ اَنۡتَ مَوۡلٰنَا تُو ہمارا مولیٰ ہمارا آقا اور ہمارا مالک ہے۔۔۔ تُو آقا ہونے کے لحاظ سے ہم پر رحم کر دے۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 656 تا 659)

خوش قسمت ہیں وہ جو رمضان کا مہینہ پاتے ہیں اور قابل رشک ہیں وہ جو اس کی برکتوں سے جھولیاں بھرتے چلے جاتے ہیں اور پھر رمضان کے انعامات کے وارث بنتے ہیں اور ان انعامات میں سے سب سے بڑا انعام تزکیہ نفس ہے۔ جس نے یہ پالیا اُس نے سب کچھ پالیا۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کی برکت سے ہمارے دلوں کے سب اندھیرے دور کر دے ہمیشہ کے لئے اور ہمیں اُس نور کی طرف لے جائے جس کی طرف جانا ہی تزکیہ نفس ہے۔ آمین۔

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

پاکستان میں مسلمان کہلانے کے لئے اِس وقت محض کلمہ طیّبہ کافی نہیں رہا

طاہر احمد بھٹی۔ جرمنی

سوال یہ ہے کہ اگر ارکان اسلام میں سے کلمہ طیبہ پر اقرار اور ایمان کافی نہیں ہے تو اوائل اسلام سے لے کر پاکستان میں احراری مُلّانوں کے نئے بہروپ، تحریک ختم نبوت، تک لوگ صرف کلمہ کا اقرار کر کے ہی کیوں مسلمان ہوجاتے تھے؟

زندگی میں کئی بار رمضان کے روزے نہ رکھنے والا عرف عام میں مسلمان ہی کہلاتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں ایک، دو یا بعض دفعہ پانچوں نمازیں نہ پڑھنے والا بھی عیدین یا جمعہ کو مسلمان کے طور پر ہی جا شامل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کی کٹوتی سے پہلے بینک سے پیسے نکال کر اگلے ماہ دوبارہ جمع کروانے والوں کو بھی غیر مسلم قرار نہیں دیا جاتا۔ اور حج بیت اللہ کی تو ویسے ہی ہر کسی کو توفیق اور موقع نہیں مل پاتا۔ لیکن اگر کوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا انکاری ہو تو اس کو عرف عام میں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا۔

یہ ایک طے شدہ اور شائع و متعارف مسئلہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ وعلیہ وسلم کی بعثت سے لے کر اسلام قبول کرنے کا یہی طور رہا ہے تاوقتیکہ پاکستان میں آئینی ترامیم، خطبات اقبال اور فکر مودودی کی روشنی میں سعودی پالیسی کی آشیر باد کے ساتھ اس کو تبدیل اور ترک کرنے کا احمقانہ فیصلہ نہیں ہوا۔ اور دلچسپ بات یہ کہ خود سعودی عرب میں آج بھی ایسا کوئی سرکاری حلف نامہ رائج نہیں ہے۔

اب نوبت بایں جارسید کہ مَیں اگر یہ حلفیہ اقرار دوں کہ میرا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پہ پختہ اور کامل ایمان ہے تو مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مجھے ''آئین اور قانون کی غرض سے'' مسلمان نہیں تسلیم کیا جائے گا جب تک میں اس کے ساتھ:

اوّل: ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان کا حلف نہ دوں۔

(قطع نظر اس کے کہ مجھے ختم نبوت کے معانی، تشریح یا اس پر آئمہ اسلام کے تاریخی اور تفصیلی مباحث اور موقف کا علم ہو یا نہ ہو!)

دوم: میں نامزد کر کے مرزا غلام احمد قادیانی، بانی جماعت احمدیہ کی تکذیب نہ کروں۔

(قطع نظر اس کے کہ مجھے ان کے دعاوی، دلائل اور نشانات کا بھی پتہ ہو یا نہ ہو مگر میں نے ان کو جھوٹا کہنا ہے اور دستاویزی حلف کے ساتھ کہنا ہے)

اور سوئم یہ کہ: مجھے آئندہ کسی بھی قسم کے مصلح، ریفارمر، یا مہدی اور مسیح موعود کی آمد کے امکان کا بھی انکار کرنا ہے۔

(جب کہ چودہ صدیاں میرے آباؤ اجداد کو اکناف عالم میں چودھویں صدی، امام مہدی، امام غائب اور مسیح کی آمدِ ثانی گھٹی میں پلائی جاتی رہی)

تو اَب منظر نامہ یہ بنا کہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آئینی طور پر ترمیم کر کے اور صدارتی آرڈیننس نافذ کر کے، کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو (نعوذ باللہ) غیر مؤثر اور Invalid کرنے کی ناپاک اور مذموم حرکت ہوئی ہے۔ اور عامّۃ الناس اس سے بے خبر تھے، ہیں اور اگر بیدار نہ ہوئے تو رہیں گے۔

اس کو لفظی بازیگری نہ سمجھیں... کیونکہ یہ امر واقع ہے۔ پاکستان میں کسی مسلمان یا کسی بھی غیر مسلم کے لئے اب قانون اور آئین کی تعریف کے مطابق محض کلمہ طیبہ کا اقرار مسلمان (یعنی سرکاری، قانونی اور آئینی اعتبار سے مسلمان) کہلانے کے لئے کافی نہیں رہا۔ اگر ہے تو اس حلف پہ مذکورہ بالا تین نکات پہ دستخط کئے بغیر مسلمان کا شناختی کارڈ، یا پاسپورٹ لے کے دکھائیں تو۔۔۔؟

فوج میں بھرتی ہونا، الیکشن میں حصہ لینا یا ملک کے کلیدی عہدے کا حصول تو بہت دُور کی بات ہے، وہ تو بقول شخصے، کب دادا مریں گے اور کب بیل بٹیں گے۔ آپ صرف عام مسلمان شہری کا شناختی کارڈ نہیں لے سکتے۔ اب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کے لئے پاکستان میں کافی نہیں رہا۔ اور مُلّانوں کی تو روٹی اور رزق اس سے بندھا ہے۔ دانشوروں کی عقل اور ارباب اختیار کی فراست بھی کہیں کھو گئی ہے کہ ان کو یہ نظر نہیں آتا۔ یا زیادہ درست یہ کہ دیکھتے ہوئے بھی چپ ہیں اور وقتی مفاد پہ دُور مستقبل کی قبریں کھود رہے ہیں۔

ایک مثال دور حاضر کی دے کر بات آگے بڑھاتے ہیں۔ چوہدری شوکت محمود ڈپٹی کمشنر اسلام آباد کے عہدے سے ریٹائر ہوئے، بعد از ریٹائرمنٹ قرآن حفظ کیا اور اسلام آباد کی ایک یونیورسٹی میں انگریزی ادب پڑھاتے ہیں۔ جن دنوں ڈی سی اسلام آباد تھے اور F-10 میں ان سے کبھی ملنے چلا جاتا تھا کیونکہ شعری اور ادبی ذوق بھی کمال رکھتے تھے۔ موصوف نے بتایا کہ میں جب اسسٹنٹ کمشنر ہارون آباد تھا تو مقامی قبرستان میں احمدی کی تدفین پر جلوس نکلا۔ میں نے مولویوں اور احمدیوں کے صدر جماعت کو دفتر طلب کیا اور پوچھا کہ بتائیں مسئلہ کیا ہے؟ مولویوں نے کہا کہ یہ غیر مسلم ہیں اس لئے ان کی تدفین مشترکہ قبرستان میں نہیں ہونے دیں گے۔ میں نے احمدی صدر جماعت سے کہا کہ آپ کلمہ پڑھتے ہیں؟ جس پر انہوں نے کلمہ سنایا جو یہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہی تھا۔ ترجمہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں''۔ مولویان لپک کے بولے ------ اس نے 'آخری رسول' نہیں کہا۔ میں نے کہا کہ مولانا صاحب! عربی کا کونسا لفظ ہے اس کلمے میں جس کا ترجمہ آخری ہے اور اس احمدی نے ڈنڈی مار کر وہ نہیں کہا؟ بولے ایسا لفظ تو نہیں مگر آخری کہیں گے تو مرزا جھوٹا ہوگا۔ جس کو یہ جھوٹا نہیں کہتے۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحبان یہ کلمہ گو معزز زمیندار ہیں۔ اب اگر آپ نے کوئی پھڈّا کیا تو میں آپ کا ترجمہ تو ٹھیک نہیں کروا سکتا لیکن نقض امن میں آپ سب کو بند کر دوں گا۔ اور پھر وہ تدفین وہیں ہوئی...۔

لیکن پچھلے ہفتے ڈسکہ میں احمدی کی تدفین دوسرے گاؤں میں جا کر کرنا پڑی۔ وقت بہت بدل گیا ہے۔ اسلام اور شریعت محمدی کو پاکستان میں بطور خاص مولوی ہائی جیک کر چکا ہے اور ایسا ہوا ہے کم نظر اور ریڑھ کی ہڈی کے بغیر لیڈر شپ کی وجہ سے۔

ضمنی طور پر ایک اور گزارش بھی کر دوں کہ قائداعظم محمد علی جناح کو باقاعدہ وفد بن کے نام نہاد علماء نے کہا کہ ہم آپ کی غیر مشروط حمایت کریں گے بس آپ احمدیوں کو مسلم لیگ کی رکنیت سے نکال دیں۔ وہ قائداعظم تھے، ... وہ دولتانہ، بھٹو، ضیاء، شریف برادران یا عمران خان نہیں تھے۔ قائداعظم کا جواب تھا کہ جو خود کو مسلمان کہیں مَیں ان کو مسلم لیگ سے نہیں نکال سکتا۔ مگر یہ قولی جواب تھا۔ فعلی جواب یہ کہ قائداعظم نے مسلم لیگ کی صدارت کا عہدہ سر ظفر اللہ خاں کو دیا اور آپ کے نیشنل آرکائیوز آف پاکستان والے اس سال کا ریکارڈ اور تصاویر ذرا چھپا کے ہی رکھتے ہیں۔ گویا قائداعظم کی غلطی پہ پردہ ڈالنے کی بچگانہ کوشش...!

رہا سوال دیگر مذکورہ بالا عمائدین کا! تو سنیں دولتانہ کے والد قادیان والوں سے رابطہ اور صاحب سلامت کو اعزاز سمجھتے تھے۔ بھٹو اور ابتدائی پیپلز پارٹی سرتاپا احمدیوں کی ممنون احسان تھی اور یہ بات تاریخ کا حصہ ہے۔ شریف برادران جب پاؤں جلتے تھے ایم ایم احمد صاحب کو پاکستان بلا کر مدد لیتے تھے اور سرکاری پروٹوکول تو راقم نے خود دیکھا ہے۔ عمران خان سے قائد اعظم جیسی استقامت اور اَپ رائٹ سٹینڈ لینے کی توقع رکھنے کے تصور سے بھی اُبکائی آتی ہے۔ موصوف کے فرشتوں کو بھی تصورِ خاتمیت کی خبر نہیں۔ لیکن عاطف میاں کے ایشو پر ان کی ہکلاہٹ اور مولوی کے سامنے ہکلاہٹ کے بعد وہ اس کے اہل نہیں کہ ان سے کوئی بڑا اقدام یا فیصلہ صادر ہو۔ پاکستانی معاشرت اور سیاست کے ڈوبتے ڈولتے عوام اگر ان پہ ہاتھ ڈالتے ہیں تو ان کی بے چارگی سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن... مجموعی طور پر اس وقت لیڈر شپ کی جگہ ان لوگوں نے سنبھال رکھی ہے جن کے پیر جلیں تو وہ اپنے بچے پیروں تلے رکھنے سے بھی نہ ہچکچائیں۔ اقلیتوں اور ان کے حقوق کے لئے کھڑے ہونے والے اَور ہوں گے.. بگر ان میں نہیں۔ اُن لوگوں کے چہرے اور چال ڈھال ہی اَور ہوتے ہیں۔ ابھی انفرادی روشنی کی مشعلیں جلائے رکھیں۔ اور مُلّائیت کا عفریت 'قادیانی قادیانی' کرتا جب آپ اور آپ کی انسانیت پر اور عقائد پر حملہ آور ہو تو اس سے خود ہی بچیں۔ ارباب اختیار تو اس سے دم دارُو کروا کے اسمبلی جاتے ہیں۔ اس وقت کلمے کا اقرار مولویت کے انکار کے ساتھ لازم و ملزوم ہو گیا ہے اور آپ کو اپنی یہ جنگ خود لڑنی ہے۔

☆...☆...☆

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں از صفحہ نمبر 20

مہمانوں کو خوش آمدید کہا جس کے بعد سابق صدر مکرم عبدالنور وہاب صاحب نے اس بلڈنگ کی مختصر تاریخ بیان کی۔ آپ صدارت سے سبکدوش ہونے کے بعد بلڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ آخر پر امیر صاحب نے تقریر کی اور خدام کو مبارکباد دیتے ہوئے انصار کو بھی اپنا دفتر مکمل کرنے کی ترغیب دی (اس کی تعمیر بھی جاری ہے)۔

بعدہٗ امیر صاحب نے عمارت کے سامنے فیتہ کاٹ کر اور یادگاری تختی کی نقاب کشائی کر کے باقاعدہ افتتاح کیا اور دعا کرائی۔ تمام مہمانوں نے عمارت کا وزٹ کیا اور پھر سب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ مہمانوں میں امیر صاحب ان کی عاملہ، خدام الاحمدیہ، انصاراللہ کے عہدیدار مرکزی ولوکل مربیان و معلمین اور دیگر اہم شخصیات شامل تھیں۔

اسی طرح خواتین اور لجنہ کی عہدیداران بھی اس پُرمسرت تقریب میں شامل ہوئیں۔ اس موقع پر مہمانوں کی خدمت میں ایک تعارفی بروشر بھی پیش کیا گیا جس میں سرفہرست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خط ہے جس میں حضور نے اس عمارت کا نام ایوان خدمت عطا فرمایا ہے اور دعاؤں سے نوازا ہے۔ اس بروشر میں ایوان خدمت سے متعلق خوبصورت تصاویر اور کام کرنے والے ممبران کا تعارف کروایا گیا ہے اور ان کے فوٹوز محفوظ کئے گئے ہیں۔

یہ دیدہ زیب عمارت گراؤنڈ فلور کے علاوہ دو منزلوں پر مشتمل ہے اور تمام ضروری سہولتوں سے مکمل طور پر آراستہ ہے۔ اس میں خدام الاحمدیہ کے متفرق دفاتر کے علاوہ ہال، میٹنگ روم، ایم ٹی اے دفتر، ریکارڈ روم، کمپیوٹر روم شامل ہیں۔ نیز تیسری منزل پر 5 بیڈ روم بطور گیسٹ ہاؤس بنائے گئے ہیں اور مہمانوں کی سہولت کے لئے تمام ضروری اشیاء موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس عمارت کے مقاصد پورے فرمائے اور خدام کو بے مثال خدمت دین اور خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو لوگ لیلۃ القدر کے خواہاں ہیں اور لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کی آخری راتوں میں سعی کرنے والے ہیں ان لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ لیلۃ القدر کی جو علامتیں عام طور پر مشہور و معروف ہیں وہ تو ایسی ہیں جو بعض دفعہ اتفاقات سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً بجلی کی کڑک ہے، ہلکی ہلکی رحمت کی بارش کا ہونا یا دل کی کیفیات کا کسی خاص وقت میں خاص موج میں آجانا اور اللہ تعالیٰ کی خاص محبت کا محسوس کرنا۔ یہ ساری کیفیات ہیں جو مختلف انسانوں پر مختلف حالتوں میں طاری ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے یقین کے ساتھ آدمی نہیں کہہ سکتا کہ جس تجربہ سے وہ گزرا ہے وہ ضرور لیلۃ القدر کا تجربہ تھا۔ لیکن ایک بات مَیں آپ کو یقین کے ساتھ بتاتا ہوں اگر وہ آپ کو نصیب ہوگئی تو لازماً آپ کو لیلۃ القدر نصیب ہوگئی۔ اس آخری عشرے میں جب بھی وہ رات آپ کو ملی جس رات آپ نے اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے کلیۃً سچی توبہ کرلی اور ایسی توبہ کی کہ پھر آپ لوٹ کر ان گناہوں میں واپس نہیں جائیں گے تو یقین جانیں کہ وہی آپ کے لئے لیلۃ القدر ہے اور وہ ہزار مہینوں سے بہتر رات تھی جو آپ کے اوپر آ گئی، اس کے بعد آپ کے لئے کوئی خوف نہیں۔ پھر اولیاء اللہ میں آپ کے داخل ہونے کے دن آنے والے ہیں۔ اس لئے ایسی رات کی تلاش کریں جو گناہوں سے توبہ کی رات بن جائے اور ایسی توبہ کی رات بنے کہ اس کے بعد پھر آپ مڑ کر ان گناہوں کی طرف نہ دیکھیں۔ پھر آپ کی جتنی بھی راتیں آئیں گی آپ کے لئے لیلۃ القدر ہی ہے اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوتی رہیں گی۔ اس لئے ان دعاؤں کے ساتھ رمضان کا آخری عشرہ گزاریں''۔

(خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 397۔398 خطبہ جمعہ فرمودہ 30 رمئی 1986ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9رجون 2012ء میں مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت چودھری سرمحمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے چند اخلاقِ حسنہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ جب بھی آپ نماز کے لئے دارالذکر لاہور میں تشریف لاتے تو پہلی صف میں بائیں جانب رکھی ہوئی کُرسی پر قبلہ رُخ ہوکر بیٹھ جاتے اور کبھی بھی دائیں بائیں یا پیچھے نہیں دیکھتے تھے، نہ کسی سے بات کرتے اور صرف ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے اور اسی حالت میں مکمل فراغت کے بعد اُٹھتے اور گھر تشریف لے جاتے۔ نماز جمعہ کے لئے بڑی باقاعدگی سے دارالذکر میں تشریف لاتے اور صحت کی کمزوری کی صورت میں محترم امیر صاحب کے ذریعہ اپنی کوٹھی پر ہی نماز جمعہ کا انتظام کروالیتے لیکن کبھی نماز جمعہ کا ناغہ نہیں ہونے دیا۔

☆ 1960ء میں مکرم میاں عطاء اللہ صاحب امیر جماعت راولپنڈی نے بتایا کہ ایک روز وہ ایک جماعتی وفد کے ہمراہ حضرت چودھری صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وفد کے ایک رُکن نے کہا کہ آج صبح تین چار بجے بارش ہوئی تھی۔ حضرت چودھری صاحبؓ نے فرمایا کہ بارش ٹھیک تین بج کر 35 منٹ پر شروع ہوئی تھی اور چونکہ موسم کی پہلی بارش تھی اس لئے مَیں نے باہر نکل کر اپنی زبان پر چند قطرے لئے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہی سنّت تھی۔

☆ جب خاکسار لاہور کا قائد تھا تو ایک دن آپؓ نے فرمایا کہ میری کوٹھی پر نماز کے بعد نوجوانوں کی ایک کلاس کا انتظام کریں جس میں مَیں سادہ نماز صحیح تلفّظ کے ساتھ اُن کو یاد کروانا چاہتا ہوں۔ اس بات پر مجھے حیرانی ہوئی کہ نماز تو سب کو آتی ہوگی، آپؓ نے کوئی کلاس لینی ہی ہے تو کوئی علمی بات بیان کریں۔ لیکن جب کلاس شروع ہوئی تو پہلے ہی روز احساس ہوگیا کہ ہم سب نوجوانوں کی نماز سادہ کے تلفّظ میں بھی کئی غلطیاں تھیں۔

☆ 1974ء کے آخر میں حضرت چودھری صاحبؓ لاہور تشریف لائے اور چند ماہ اپنی کوٹھی میں قیام کیا۔ انہی ایام میں عید پر ایک بڑی سرکاری شخصیت کا عید کارڈ آپ کو موصول ہوا۔ آپ نے اس مفہوم کے پیغام کے ساتھ وہ عید کارڈ واپس بھجوادیا کہ اس وقت میری کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے۔ آپ نے مجھے اپنے ذاتی تعلق کی بِنا پر عید کارڈ بھجوایا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مگر ذاتی حیثیت سے سرکاری ٹکٹ (Service Stamp) تو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ پرائیویٹ سٹمپ لگا کر عید کارڈ مجھے بھجواتے۔

☆ ایک روز خاکسار نے آپؓ سے عرض کیا کہ خدام کے اجلاس سے خطاب فرمائیں جو صبح 9 بجے شروع ہوگا۔ آپؓ نے فرمایا کہ آپ کو پتہ ہے 9 کتنے بجے بجتے ہیں؟ عرض کیا کہ 9 تو 9 بجے ہی بجتے ہیں۔ فرمایا: نہیں، 9 بجتے ہیں 8 بجکر 59 منٹ اور 60 سیکنڈ پر۔ پھر مسکرا کر تشریف لے گئے اور عین وقت پر اجلاس کے لئے تشریف لے آئے۔

☆ 1953ء میں ایک مرتبہ حضرت چودھری صاحبؓ قائمقام وزیراعظم کے طور پر لاہور تشریف لائے اور اپنی کوٹھی میں قیام فرمایا۔ جمعرات کی رات مجھے صدر جماعت کا پیغام ملا کہ کل خطبہ جمعہ حضرت چودھری صاحبؓ اپنی کوٹھی پر دیں گے اس لئے صبح کرایہ پر دریاں لے جاکر وہاں بچھوادوں۔ چنانچہ مَیں جمعہ کی صبح ساڑھے گیارہ بجے اپنے سائیکل پر چند دریاں لے کر کوٹھی پر پہنچا۔ گارڈ انچارج نے آنے کی وجہ پوچھی۔ مَیں نے بتایا تو وہ کہنے لگے کہ چودھری صاحب تو ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں اور شاید دیر سے آئیں۔ چنانچہ مَیں ایک طرف کھڑا ہوگیا۔

نصف گھنٹہ گزرا تو آپؓ تشریف لے آئے۔ ایک نظر مجھ پر ڈالی اور اندر چلے گئے۔ پھر پیدل گیٹ پر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ جمعہ کے لئے دریاں لائے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اندر آجاؤ۔ پھر مجھے ایک ہال کمرہ میں لے گئے اور یہ ہدایت فرما کر اندر تشریف لے گئے کہ یہاں دریاں بچھادو۔ خاکسار دریاں بچھانے لگا۔ آپ دوبارہ کمرہ میں تشریف لائے اور فرمایا: آئیں مَیں آپ کے ساتھ مل کر دریاں بچھوادوں۔ عرض کیا کہ رہنے دیں، مَیں خود ہی یہ کام کرلوں گا۔ فرمایا: نہیں آپ اکیلے ہیں، مَیں آپ کے ساتھ مل کر یہ بوجھ اٹھاتا ہوں۔ پھر سارے کمرے میں خاکسار کے ساتھ دریاں بچھوانے میں پوری طرح معاونت فرمائی اور بعدازاں اندر تشریف لے گئے۔

...۞...۞...۞...

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب
ہم نے کس طرح عظمت کو آسودۂ خاک کردیا

پاکستان کے اخبار ''دی نیوز'' 12فروری 2012ء کی اشاعت میں جناب مسعود حسن کا مضمون ''ہم بمقابل ڈاکٹر عبدالسلام'' شائع ہوا تھا۔ اس میں اضافے کے طور پر برطانیہ میں پاکستان کے سابق ہائی کمشنر جناب واجد شمس الحسن کا مضمون ''دی نیوز'' میں 18فروری 2012ء کو شائع ہوا جس کا اردو ترجمہ مکرم زکریا ورک صاحب کے قلم سے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 مارچ 2012ء میں شامل اشاعت ہے جس کا خلاصہ پیش ہے۔

جناب واجد شمس الحسن صاحب مضمون نگار جناب مسعود حسن کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مَیں ''دی نیوز'' کا کراچی میں ایڈیٹر تھا تو اس میں آپ تواتر سے کالم لکھا کرتے تھے، میں آپ کی تحریروں کا ہمیشہ سے مداح رہا ہوں۔ لیکن اب مَیں آپ کے مضمون کی تعریف کرنے سے خود کو روک نہیں سکا۔

جب میں نے آپ کی نگارش کو پڑھنا شروع کیا تو مجھے یقین نہ آیا کہ ایسا آج کے پاکستان میں ہوا تھا۔ ہم کتنے خوفناک مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہم اچھی چیزوں کے بارے میں محض سپنے دیکھ سکتے ہیں، امید کے خلاف پُرامید ہوتے ہوئے کہ ایک نہ ایک روز ہم قائداعظم کے پاکستان کے بارے میں ان کے ویژن کی طرف لَوٹ آئیں گے۔ اُس ویژن میں اس قسم کے پاگل پن کے لئے کوئی جگہ نہیں جو ہمارے ملک پر چھایا ہوا ہے، اور جس نے اس کی جڑوں کو کھوکھلا کردیا ہے۔ قائداعظم نے دوٹوک فرمایا تھا کہ مذہب کو امورِ ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

یہ واقعہ جولائی 1994ء کا ہے جب وزیراعظم محترمہ بےنظیر بھٹو نے مجھ سے پروفیسر سلام کی گرتی ہوئی صحت کا ذکر کیا اور ہدایت کی کہ مَیں پہلی فرصت میں ہی ملاقات کرکے ان کی نیک خواہشات اور صحت یابی کی دعائیں ان تک پہنچاؤں۔ چنانچہ مَیں ڈاکٹر سلام کے درِدولت پر حاضر ہوا۔ وہ اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ قیام پذیر تھے اور ان کی صحت بہت دگرگوں حالت میں تھی۔ میری ان سے ملاقات ایک گھنٹہ سے زیادہ تک رہی اور جذباتی طور پر یہ تباہ کن تھی۔ وہ خود اور ان کی فیملی مجھے دیکھ کر حیران ہوئے، ایک اجنبی جو اپنے ملک کے ہائی کمشنر کے عہدہ پر فائز ہے ان کے دروازہ پر دستک دے رہا ہے۔ جب میں نے ڈاکٹر سلام کو وزیراعظم کا پیغام پہنچایا تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں جاری ہوگیا۔ (وہ ان دنوں پارکنسن بیماری کی ایڈوانس سٹیج پر تھے اور قوت گویائی مفقود تھی)۔ ڈاکٹر سلام نے لب کشائی کرنے کی کوشش کی لیکن وہ میری سمجھ سے باہر تھا جو وہ کہنا چاہ رہے تھے۔ ان کی بیٹی نے ترجمان کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے بتلایا کہ وہ محترمہ بےنظیر بھٹو کا شکریہ ادا کرنا چاہتے اور یادآوری پر ممنون احسان ہیں۔ وزیراعظم کی طرف سے میں نے اُن کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا، اعلیٰ قسم کے باسمتی چاولوں کا ایک تھیلا اور آم۔ وہ اس اظہارِ مؤدت پر جذبات سے مغلوب ہوگئے۔

مَیں نے ان سے یہ بھی عرض کیا کہ اگر ان کو کسی قسم کی مدد، تعاون، یا کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو وزیراعظم ہرضرورت کو پورا کرنے پر مسرت محسوس کریں گی۔ اس کے بعد ایسا دلدوز منظر سامنے آیا جو مَیں کبھی بھی بھول نہیں سکوں گا۔ اشاروں کنایوں سے بمشکل انہوں نے قلم اور کاغذ طلب کیا اور اپنی آخری تمنّا کو صفحہ قرطاس پر اتارا۔ وہ پاکستان میں دفن ہونا چاہتے تھے۔ مَیں یہ عجیب و غریب قسم کی خواہش دیکھ کر شش و پنج میں مبتلا ہوگیا کیونکہ جہاں تک میرے علم کا تعلق تھا، عام پاکستانیوں کے خاندانوں کے فوت شدہ اعزّہ کو مادروطن میں دفنائے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ میں یہ جاننے سے عاری تھا کہ انہوں نے کیونکر محسوس کیا کہ ان کو ان کے جلیل القدر مرتبے کے پیش نظر شایانِ شان تدفین نہیں دی جائے گی۔ مَیں نے ان کو درازیٔ عمر کی دعا دی اور یقین دلایا کہ ان کی موت پر ان کی خواہش کے مطابق باعزت طریق سے ان کو آسودۂ خاک کیا جائے گا۔ چونکہ یہ عظیم انسان شکوک میں مبتلا تھا اس لئے مَیں نے ان کی آخری خواہش وزیراعظم تک پہنچادی جنہوں نے مجھے تاکید کی کہ میں ڈاکٹر سلام اور ان کے خاندان کو یقین دہانی کرادوں کہ ان کو حکومتی عزت و احترام سے ان کی مطلوبہ جگہ پر آسودۂ خاک کیا جائے گا۔

آکسفورڈ سے واپسی پر مَیں نے اس نابغۂ روزگار سائنسدان سے ملاقات کی تفصیلی رپورٹ وزیراعظم کو ارسال کردی۔ میری موہوم یاد کے مطابق محترمہ نے ڈاکٹر سلام کی عزت افزائی کے لئے متعدد اقدامات اٹھانے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔ انہوں نے وطن عزیز کی کسی ایک بڑی یونیورسٹی میں ڈاکٹر سلام چیئر قائم کرنے کی منظوری دی اور یہ بھی کہ ایک یونیورسٹی ڈاکٹر سلام کے نام سے منسوب کی جائے یا قائم کی جائے۔ وزیراعظم کے ترجمان فرحت اللہ بابر اور میں نے اس ضمن میں کچھ کاغذی کارروائی مکمل کی تا اس پر عمل درآمد ہوسکے۔ افسوس صد افسوس کہ تمام کام میں خلل پڑ گیا جب پاکستان پیپلز پارٹی سے برگشتہ فاروق لغاری نے حکومت کو سبکدوش کردیا۔ ڈاکٹر سلام کو پاکستان میں آسودۂ خاک کیا گیا لیکن یہ حکومتی شان وشوکت یا عزت و احترام والی تدفین نہیں تھی، نہ ہی کسی حکومتی منصب دار نے تجہیز و تکفین میں شرکت کی۔

ہم نے اپنے مشاہیر پر فخر کرنا نہیں سیکھا، ہم ان کی یادوں کو ملیامیٹ کر رہے ہیں، ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ لبنان کے عظیم شاعر و فلاسفر خلیل جبران نے ہمارے جیسے لوگوں کے متعلق کہا تھا:

''اس قوم پر صد افسوس جو لٹیرے کو ہیرو تسلیم کرتی ہے اور جو چمک دمک والے فاتح کو سخی جانتی ہے''۔

...۞...۞...۞...

محترم شیخ محمد نعیم صاحب

محترم شیخ محمد نعیم صاحب مربی سلسلہ کا ذکرخیر قبل ازیں ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 21 جولائی 2017ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں ہوچکا ہے۔ آپ کے بارہ میں ایک اَور مضمون روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 مارچ 2012ء میں شامل اشاعت ہے جو مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب نے تحریر کیا ہے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ میرا ایک مضمون فاتح چھمب جنرل اختر حسین ملک صاحب کے متعلق شائع ہوا تھا جس میں ایک اہم خط کا بھی ذکر تھا۔ بعدازاں مکرم شیخ محمد نعیم صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے مَیں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس خط کی مستند نقل دستیاب ہوجائے تو بہت فائدہ ہو۔ مرحوم نے فوراً کہا کہ جنرل صاحب کے فلاں عزیز سے رابطہ کرکے کوشش کریں۔ چنانچہ اس صائب مشورہ سے ایک تاریخی امر محفوظ ہوگیا اور خط کی فوٹوسٹیٹ

باقی صفحہ نمبر15 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جولائی 2012ء میں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی ایک نظم ''معتکفین کے نام'' شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

خوشا نصیب کہ تم اس جہاں میں آ بیٹھے
ملیکِ کُل کے مکاں کو مکاں بنا بیٹھے
پڑے گی کیسے نہ تم پہ نگاہِ بندہ نواز
کہ اُس کے گھر میں ہی تم آشیاں بنا بیٹھے
ہوئے ہو اُس کی محبت میں اتنے سرگرداں
کہ حُبّ ِ دنیا کی تم ہر ادا بُھلا بیٹھے
ادائے حُسنِ طلب عشق کی کوئی دیکھے
کہ دھونی تم درِ مولیٰ پہ ہو رَما بیٹھے
مری دعا ہے کہ مقبول ہو خدا کے حضور
ہر ایک اشک جو پلکوں پہ تم سجا بیٹھے
چلیں جو تِیر تمہاری کڑی کمانوں سے
ہر ایک تِیر نشانہ پہ بے خطا بیٹھے
کچھ اس طرح سے عطائے مجیب حاصل ہو
مقامِ 'کُن' پہ ہی جاکر ہر اِک دعا بیٹھے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

June 08, 2018 – June 14, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday June 08, 2018

00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 5.
01:05	Hijrat
01:40	Seerat-e-Rasool
02:45	Tilawat: Part 23.
03:40	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
04:00	Khazain-ul-Mahdi: A programme presenting selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
04:35	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verse 148 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra). Recorded on February 12, 1994.
06:00	Tilawat: Part 23, episode, episode 2.
06:45	MTA Sports
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:20	Tehrik-e-Jadid
07:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 6.
08:10	Pakistan National Assembly 1974
08:50	The Concept Of Bai'at
09:15	Darsul Qur'an [R]
10:55	In His Own Words
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat: Part 23, episode 3.
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on April 1, 2017.
15:30	Importance Of Ramadhan
16:05	Noor-e-Mustafwi: A programme about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
19:45	MTA Sports [R]
19:55	Noor-e-Mustafwi [R]
20:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:30	Friday Sermon [R]
22:35	Importance Of Ramadhan [R]
23:15	Tilawat: Part 24, episode 1.

Saturday June 09, 2018

00:15	World News
00:30	Noor-e-Mustafwi
00:55	Dars-e-Ramadhan
01:15	Yassarnal Qur'an
01:40	Importance Of Ramadhan
02:30	Friday Sermon
03:40	Pakistan National Assembly 1974
04:35	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 148-149 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra). Recorded on February 13, 1994.
06:05	Tilawat: Part 24, episode 2.
07:05	Dars-e-Ramadhan
07:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper)
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
08:05	International Jama'at News
09:00	Al-Saum
09:15	Darsul Qur'an [R]
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat: Part 24, episode 3.
13:00	Dars-e-Ramadhan [R]
13:25	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Khazain-ul-Mahdi
15:45	Al-Saum [R]
16:00	Live Rah-e-Huda
17:40	World News
17:55	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper) [R]
18:10	An Introduction To Ahmadiyyat
19:15	Tilawat
20:25	Dua-e-Mustaja'ab
20:50	International Jama'at News [R]
21:40	Darsul Qur'an [R]
23:25	Tilawat: Part 25, episode 1.

Sunday June 10, 2018

00:10	World News
00:30	Al-Tarteel
01:00	Friday Sermon: Recorded on June 8, 2018.
02:30	Tilawat
03:20	In His Own Words
03:55	Al-Saum
04:15	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 149-153 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra). Recorded on February 14, 1994.
06:00	Tilawat: Part 25, episode 2.
06:50	Dars-e-Ramadhan
07:10	The Prophecy Of Khilafat
07:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 6.
07:55	Roots To Branches
08:30	In His Own Words
09:10	Darsul Qur'an [R]
10:35	Tasheez-ul-Azhan
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat: Part 25, episode 3.
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 8, 2018.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on April 1, 2017.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on April 25, 2015.
16:10	The Prophecy Of Khilafat [R]
16:30	Kuch Yaadein Kuch Baatein
17:25	In His Own Words [R]
18:00	World News
18:30	Islamic Jurisprudence
19:05	Tilawat
20:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
21:25	Darsul Qur'an [R]
22:50	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
23:25	Tilawat: Part 26, episode 1.

Monday June 11, 2018

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
00:55	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:30	Tilawat
03:35	Braheen-e-Ahmadiyya
04:10	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
04:35	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 150-154 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra). Recorded on February 15, 1994.
06:00	Tilawat: Part 26, episode 2.
06:55	Dars-e-Malfoozat: A programme presenting selected extracts from the writings and speeches of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as).
07:10	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
07:40	International Jama'at News
08:30	Seerat-e-Rasool: A programme about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:05	Darsul Qur'an [R]
10:35	Aao Urdu Seekhain
11:00	Friday Sermon: Recorded on December 29, 2017
11:55	Tilawat: Part 26, episode 3.
12:55	Dars-e-Malfoozat [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on July 06, 2012.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Swahili Service
15:40	Hamara Aaqa: A children's programme shedding light on the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:20	Seerat-e-Rasool [R]
17:00	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
19:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
20:25	Aao Urdu Seekhain [R]
20:45	Importance Of Ramadhan
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Part 27, episode 1.

Tuesday June 12, 2018

00:00	World News
00:20	In His Own Words
01:00	Pakistan National Assembly 1974
02:30	Tilawat
03:30	Hamara Aaqa
04:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
04:30	Aao Urdu Seekhain
05:00	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 153-155 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra). Recorded on February 16, 1994.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Ramadhan
06:40	Yassarnal Qur'an
07:00	Liqa Ma'al Arab
08:10	Story Time
08:30	MTA Travel
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on April 25, 2015.
10:00	In His Own Words
10:30	The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Ramadhan [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 8, 2018.
14:00	Shotter Shondhane: Recorded on June 2, 2018.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:15	In His Own Words
16:45	Islamic Jurisprudence
17:20	MTA Travel [R]
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:45	Dars-e-Ramadhan [R]
19:00	Rah-e-Huda: Recorded on June 9, 2018.
20:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
21:30	In His Own Words [R]
22:00	Maidane Amal Ki Kahani
22:45	Liqa Ma'al Arab
23:50	MTA Travel [R]

Wednesday June 13, 2018

00:20	World News
00:40	Tilawat
01:00	Dars-e-Ramadhan
01:20	Yassarnal Qur'an
01:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:45	In His Own Words
03:15	Islamic Jurisprudence
03:50	Liqa Ma'al Arab
05:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:05	Tilawat: Part 28, episode 2.
07:15	Dars-e-Ramadhan
07:55	Al-Tarteel: Lesson no. 32.
08:25	The Night Of Destiny: An English documentary exploring the essence of Laylatul Qadr.
08:50	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
09:15	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra).
10:30	MTA Travel
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat: Part 28, episode 3.
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 8, 2018.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Live Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
17:15	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat
19:40	MTA Travel [R]
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:30	Darsul Qur'an [R]
22:45	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
23:15	Tilawat: Part 29, episode 1.

Thursday June 14, 2018

00:15	World News
00:35	Dars-e-Ramadhan
01:00	Al-Tarteel
01:30	In His Own Words
02:30	Tilawat
03:25	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
03:50	MTA Travel
04:50	Darsul Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra).
06:00	Tilawat: Part 29, episode 2.
06:45	Dars-e-Ramadhan
07:00	The Third Ashra Of Ramadhan – 'Ten Days Of Acquiring Salvation'
07:20	Yassarnal Qur'an
07:50	Beacon Of Truth: Recorded on January 21, 2018.
08:40	In His Own Words
09:15	Darsul Qur'an [R]
11:25	Japanese Service
12:00	Tilawat: Part 29, episode 3.
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 08, 2018.
14:05	Beacon Of Truth [R]
14:55	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Hijrat
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:55	Tilawat
20:25	Islam Ahmadiyya In America
21:00	Khazain-ul-Mahdi
21:30	Darsul Qur'an [R]
23:35	Tilawat: Part 30, episode 1.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 08 June 2018 | Issue No. 23

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

... ...

﴿ آئیوری کوسٹ ﴾

آئیوری کوسٹ کے گاؤں سابوکپا میں مسجد بیت المقیت کا بابرکت افتتاح

(خلاصہ رپورٹ مرسلہ: مکرم شہزاد احمد ساہی صاحب مبلغ سلسلہ بندوکو، ناسیاں ریجن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو 28 جنوری 2018ء آئیوری کوسٹ کے ایک دور افتادہ ریجن ناسیاں (Nassian) کے گاؤں سابوکپا (Saboukpa) میں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی جس کا نام 'مسجد بیت المقیت' رکھا گیا۔

سابوکپا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کی آبادی مسلمانوں، عیسائیوں اور بت پرستوں پر مشتمل ہے۔ 2013ء میں معلمین کے ایک گروپ کی تبلیغ سے اس گاؤں کے تمام مسلمان گھرانوں نے احمدیت قبول کرلی۔ اُس وقت گاؤں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت کچی اینٹوں کی دیواروں پر چھپر ڈال کر ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی ہوئی تھی جس میں بمشکل 10 سے 12 لوگ نماز ادا کرسکتے تھے۔ اُس وقت یہاں کے مسلمان جمعہ ادا کرنے کے لئے 14 کلومیٹر دور ایک گاؤں میں جاتے تھے۔

مکرم عبد القیوم پاشا صاحب امیر جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے دورہ کے دوران اس گاؤں میں نئی مسجد بنانے کا فیصلہ ہوا جس کے بعد 48 مربع میٹر کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نئی مسجد میں 80 لوگ بآسانی نماز ادا کرسکتے ہیں۔

28؍جنوری 2018ء کو مسجد کی افتتاحی تقریب کے لئے مکرم امیر صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز 11 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جماعتی تعارف کے بعد چیف امام، مکرم امیر صاحب اور ریجن کی گورنر (ناسیاں کی گورنر ایک عورت ہیں) نے تقریر کی۔

گاؤں کے چیف نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ نے ہمارے گاؤں میں اسلام کی ترقی کے لئے کلیدی کردار ادا کیا ہے اور ہمارے لئے گاؤں کے داخلی راستے پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی ہے جس سے ہمارا گاؤں اور بھی خوبصورت ہوگیا ہے۔

بعدازاں مکرم امیر صاحب نے قرآن کریم، احادیث اور ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں مسجد کی اہمیت، اس کو آباد رکھنے اور مسجد کے امن کا گہوارہ ہونے پر روشنی ڈالی۔ نیز یہ بتایا کہ یہ مسجد ہماری اخلاقی حالتوں میں بھی تبدیلی کا موجب ہو۔ اخلاقی طور پر بہتر سے بہتر مسلمان بننے کی تلقین کرتے ہوئے احمدیوں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ جماعت کا پیغام امن کا پیغام ہے۔ لہٰذا اس گاؤں میں امن کا گھر بنا کر لوگوں کو جماعت کا پُرامن پیغام دیں۔

اس کے بعد چیف امام نے جماعت احمدیہ کا اور امیر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اپنی تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ ہمارے علاقے میں اسلام کی ترقی کے لئے ہمہ تن سرگرم ہے۔ اور جب سے جماعت اس علاقے میں آئی ہے اس علاقے میں اسلام ترقی کررہا ہے۔

بعدازاں ریجن کی گورنر خاتون نے تقریر کی اور کہا: میں جماعت احمدیہ کو ایک لمبے عرصہ سے جانتی ہوں۔ میں پہلے جس جگہ تھی وہاں بھی جماعت احمدیہ نے بہت سے سماجی کام کئے ہیں۔ خاص طور پر Humanity First کے تحت دیہات میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی ہے۔ آج مجھے جس چیز نے سب سے زیادہ متأثر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک دُور افتادہ گاؤں میں جہاں آنے کے لئے مناسب رستہ بھی نہیں ہے وہاں مسجد کا افتتاح جماعت احمدیہ کے نیشنل امیر خود کرنے آئے ہیں۔ یہ بات ہمارے لئے بھی ایک مشعل راہ ہے۔ گاؤں والوں سے مخاطب ہو کر کہا: جماعت کا پیغام ایک نہایت ہی خوبصورت پیغام ہے۔ اس لئے دل وجان سے جماعتی تعلیمات پر عمل کرو۔

تقاریر کے بعد مکرم امیر صاحب اور گورنر صاحبہ نے افتتاحی تختی کی نقاب کشائی کی۔ بعدازاں امیر صاحب نے دعا کروائی۔ مکرم امیر صاحب نے مہمانوں کو قرآن کریم اور مختلف جماعتی لٹریچر تحفہ کے طور پر پیش کیا۔

ظہرانہ کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔

تقریب میں 27 مختلف جماعتوں سے تقریباً 400؍احباب نے شرکت کی۔ الحمدللہ۔

☆...☆...☆

﴿ گھانا (مغربی افریقہ) ﴾

مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کے نوتعمیر شدہ دفتر ''ایوان خدمت'' کا افتتاح

(خلاصہ رپورٹ مرسلہ: مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

احمدی نوجوانوں کی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ اس لحاظ سے تمام دنیا سے منفرد ہے کہ اس کا مقصد خالص خدمتِ دین اور خدمت انسانیت ہے اور اپنے امام کی ہدایات کے تابع یہ ان مقاصد کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ گھانا میں جماعت احمدیہ کی بنیاد 1921ء میں رکھی گئی اور جماعت گھانا 3 سال بعد اپنی صدسالہ جوبلی منانے کے پروگرام بنارہی ہے جن کا بڑا حصہ یقیناً تبلیغی اور تربیتی پروگراموں پر مشتمل ہے۔ خدام بھی اس میں بھرپور کردار ادا کریں گے انشاء اللہ۔ ان مقاصد کے لئے خدام الاحمدیہ گھانا کو مرکزی جماعت گھانا کے ساتھ ایک وسیع دفتر کی ضرورت تھی جو خدا نے پوری کردی۔

چند سال قبل مکرم نور محمد بن صالح صاحب امیر جماعت احمدیہ گھانا نے اس وقت کے صدر خدام الاحمدیہ گھانا عبدالنور وہاب صاحب (ابن محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب مرحوم سابق امیر گھانا) سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جماعت گھانا کو کچھ دفاتر اور گیسٹ ہاؤس کی ضرورت ہے، بہتر ہے کہ خدام اپنا نیا دفتر تعمیر کریں تا کہ جماعت کے ساتھ ساتھ ان کی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور وہ اپنے مفوضہ فرائض عمدگی سے ادا کرسکیں۔

صدر صاحب نے اس تحریک کے بعد خدام کے ساتھ مل کر اس کام کی منصوبہ بندی پر کام شروع کردیا۔

مرکزی ہیڈ کوارٹر اکرا (دارالحکومت) کے کمپاؤنڈ میں مسجد کے قریب ایک قطعہ زمین خدام کو مہیا کیا گیا۔ گھانا کے خدام کی تجنید 18 ہزار ہے۔ انہوں نے نہایت محنت اور ولولہ کے ساتھ خدام سے 15 لاکھ غانین سی ڈیز (ساڑھے تین لاکھ ڈالر) اکٹھے کئے۔ اس دوران صدر مجلس بھی اپنی مقررہ مدت پوری کر کے جاچکے تھے۔ نئے صدر مکرم ناصر احمد صاحب بونسو (BONSU) نے کام کو جاری رکھا اور بالآخر یہ خواب 8 اپریل 2018ء کو شرمندہ تعبیر ہوگیا۔

اس دفتر کی تعمیر کا آغاز 25 اگست 2015ء کو ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سنگ بنیاد کے طور پر ایک اینٹ دعا کر کے بھیجی تھی۔ مکرم مرزا محمود احمد صاحب انچارج سینٹرل آڈٹ آفس لندن دورہ پر گھانا پہنچے تو امیر صاحب گھانا کی درخواست پر انہوں نے 23؍اکتوبر 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا کردہ اینٹ کے ساتھ اس کا سنگ بنیاد رکھا۔

8؍اپریل 2018ء بروز اتوار مکرم امیر صاحب گھانا نے 2 بجے نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد افتتاحی تقریب کی صدارت فرمائی۔ تلاوت، عربی قصیدہ اور نغمات حمد وشکر کے بعد صدر خدام الاحمدیہ گھانا نے

باقی صفحہ نمبر17پر ملاحظہ فرمائیں